هُوَ الَّذِيْ أَرْسَلَ رَسُوْلَهُ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهِ — رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار
قادیان

شرح چندہ پیشگی
سالانہ۔ معاونین۔ عام چندہ۔ ششماہی۔ بیرون ہندوستان

تاریخہائے اشاعت: ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ یکم صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۸ ماہ تبلیغ ۱۳۲۰ہش مطابق ۲۸ فروری ۱۹۴۱ء | نمبر ۸

"فاروق" کا نیا دور

نہایت تھوڑے چندہ پر "فاروق" ہفتہ میں دو بار کیا جاتا ہے

تیرے ہی مُنہ کی قسم اے مرے پیارے احمدؐ ❊ تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

فاروق کی بڑھتی ہوئی دلچسپی اور احباب کی قدردانی سے جو محض خدا کے فضل سے سیدنا امیرالمؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خاص توجہ کی بدولت حاصل ہو رہی ہے۔ میرا حوصلہ بڑھا دیا ہے۔ اکثر احباب نے خواہش ظاہر کی ہے۔ کہ فاروق کو تھوڑا سا چندہ بڑھا کر ہفتہ میں دو بار کر دیا جائے۔ گو بحالات موجودہ جبکہ کاغذ کی گرانی ناقابل برداشت حد تک پہنچ رہی ہے۔ اور دیگر مصارف مطبع وغیرہ بھی بڑھ گئے ہیں۔ فاروق کا ہفتہ میں دو بار کرنا قدرے مشکل امر ہے۔ لیکن ضرورت اور احباب کی دلی خواہش کا تقاضا ہے۔ کہ "فاروق" ضرور **ہفتہ میں دو بار** ہونا چاہیئے۔

موجودہ خریداران کی تعداد معہ تحریک جدید کے ۳۰۰ امدادی خریداران کے بارہ سو (۱۲۰۰) ہے۔ میں نے حساب کیا ہے۔ بروئے حساب اگر پانچ روپیہ سالانہ چندہ فاروق کا کیا جاوے۔ تو فاروق ہفتہ میں دو بار موجودہ وقت میں بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ کہ اس سے بھی کم چندہ کی اگر گنجائش ہو۔ تو نکالی جائے۔ تاکہ خریداری بھی بڑھے۔ اور ہر ایک حیثیت کا احمدی اسکو بخوشی خریدنا پسند کرے۔ اور وہ صورت میرے ذہن میں یہی آئی ہے۔ کہ میں جس قدر کام اب کرتا ہوں۔ اس سے دوگنا کام خدا تعالیٰ مجھے توفیق اور صحت دے۔ تو خود کروں۔ اور فاروق کو ہفتہ میں دو بار کر دوں۔ اور چندہ صرف دو روپیہ اضافہ کر کے چار روپیہ آٹھ آنہ سالانہ مقرر کروں۔ اور خدا تعالیٰ کے رحم و کرم سے جب حالات حاضرہ درست ہو جائیں۔ اور کاغذ وغیرہ بھی ارزاں ہو جائے۔ تو پھر صرف چار روپیہ سالانہ پر ہی ہفتہ میں دو بار اخبار چلایا جائے۔

لہٰذا میں بتوکل علی اللہ موجودہ سال کی سہ ماہی ختم ہو جانے پر اپریل ۱۹۴۱ء سے فاروق کو ہفتہ میں دو بار کر دوں گا۔ اور چندہ صرف ساڑھے چار روپیہ سالانہ ہی لیا جائے گا۔ موجودہ خریداران سے جو سال رواں کا چندہ ادا فرما چکے ہیں۔ صرف دو روپیہ مزید لئے جائیں گے۔ اور سال بھر تک اخبار فاروق ہفتہ میں دو بار دیا جائے گا۔ انشاء اللہ۔ اور جن خریداروں نے ابھی تک سال رواں کا چندہ ادا نہیں کیا۔ ان کی طرف سے پورا ساڑھے چار روپیہ چندہ سالانہ آنا چاہیئے۔

خدا کے فضل سے انشاء اللہ فاروق اسی کاغذ پر۔ اسی لکھائی اور چھپائی سے اور اسی سائز کا یکم اپریل ۱۹۴۱ء سے **ہر ہفتہ میں دو بار** ہر مہینے کی **پہلی** اور **چوتھی** تاریخ کو ڈاکخانہ میں ڈال دیا جائے گا۔ اور ہر ایک پرچہ موجودہ کاغذ اور سائز پر ۸ صفحہ کا ہوا کرے گا۔ تب انشاء اللہ فاروق کو میں ساڑھے چار روپیہ سالانہ پر ہفتہ میں دو بار نکال سکوں گا۔ اور جب حالات موافق ہو جائیں گے۔ تو پھر چندہ بھی کم چار روپیہ سالانہ کر دیا جائے گا۔ اور کاغذ کی ارزانی پر ایک پرچہ ۸ صفحہ کا دوسرا ۱۲ صفحہ کا ہفتہ میں دیا جائے گا۔ وباللہ التوفیق۔

جو دوست یکمشت ساڑھے چار روپیہ سالانہ چندہ ادا نہ کر سکیں۔ ان کو یہ آسانی دی جاتی ہے۔ کہ وہ ساڑھے چار روپیہ دو دفعہ کر کے دو اقساط میں ادا کر دیں۔ پہلی قسط خریداری ختم ہونے یا شروع کرنے پر اڑھائی روپیہ کی ارسال کریں۔ اور دوسری قسط یوم خریداری سے تین ماہ بعد ادا کر دیں۔ تو میرے خیال میں بہت آسانی ان کو ہو سکتی ہے۔ اور مجھے بھی اخبار کے چلانے میں مشکلات نہ پیش آئیں گے۔

فاروق میں **خطبہ جمعہ** حضرت امیرالمؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا لازمی طور پر شائع ہوتا رہے گا۔ اور اس کے علاوہ دیگر مضامین جو نہایت مفید اور حسب ضرورت شائع کرنے واجب ہوں گے۔ سب شائع ہوں گے۔ عام خبریں اور سلسلہ کی اہم اطلاعیں اور مرکز کے حالات اور ضروری امور ہفتہ میں دو بار احباب کو پہنچتے رہیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

یہ ضروری ہوگا۔ کہ ہر ایک خریدار اپنا

چندہ باقساط یا یکمشت پیشگی ادا کرے۔ جن کا چندہ بروقت وصول نہ ہوگا۔ ان کو بذریعہ اخبار یا کارڈ کے ذریعہ سے اطلاع دیکر ایک ماہ انتظار وصولی چندہ کا کرکے اگر چندہ وصول نہ ہوا۔ تو اخبار ان کے نام سے بند کر دیا جائیگا۔ یہ ضروری شرط ہے۔

اب میں اس دعا پر اور درخواست پر اپنی عرضداشت کو ختم کرتا ہوں۔ کہ اے قادر توانا۔ تو مجھ جیسے کمزور اور بے بضاعت گنہگار اور بیکس ناچیز نالائق بندہ کی اپنے رحم و کرم سے مدد فرما۔ اور میری تقصیروں اور فروگذاشتوں اور کوتاہیوں کو معاف کرکے مجھے اس خدمت سلسلہ کی توفیق بخش۔ کہ سب قوتیں تجھ سے ہی حاصل ہوتی ہیں۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اور اس ترقی کو میرے لئے اور سلسلہ کے لئے بابرکت کر۔ آمین۔ اور احباب سے یہ درخواست ہے۔ کہ وہ اپنے نیک مشورہ سے اور خاص دعا سے میری امداد کریں۔ والسلام

(خاکسار ایڈیٹر فاروق)

دار الامان کا ہفتہ

(۱) ۲۶ تبلیغ ۱۳۲۰ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو ابھی تک کھانسی کی شکایت ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ کے لئے دعا جاری رکھیں۔

(۲) حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو گردوں کی سوزش کی وجہ سے غفلت۔ بے قراری۔ اور تمام جسم میں درد ہے۔ اور زیادہ تکلیف ہے احباب حضرت ممدوحہ کی صحت اور درازئ عمر کے لئے خاص طور پر دعا کریں۔

(۳) حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو کان درد کی شکایت ہے۔ دعائے صحت کی جائے۔

(۴) ۲۳ فروری ۱۹۴۱ء۔ صبح کی گاڑی سے سر جی ہیو در ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانہ جات۔ سر فریڈرک جیمز ایم۔ ایل۔ اے معہ لیڈی جیمز اور مسٹر جین صاحب سپرنٹنڈنٹ ڈاکخانہ جات گورداسپور یہاں تشریف لائے۔ سٹیشن پر آنریبل چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب معہ خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب۔ مولوی عبدالرحیم صاحب درد۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب چودھری فتح محمد صاحب۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب چودھری بشیر احمد صاحب۔ مولوی عبد الرحمن صاحب جنرل پریذیڈنٹ لوکل انجمن۔ ملک مولا بخش صاحب پریذیڈنٹ سمال ٹاؤن کمیٹی۔ اور ملک عمر علی صاحب صم

قربانی کے پہلے اعلیٰ معیار سے بھی آگے بڑھو

سابقون الاولون میں شامل ہونے کی کوشش آپ کا حق ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں:۔

(۱) میرا منشا ہے۔ کہ جہاں نوجوان بغیر روپیہ کے کام کرنے والے ہوں۔ وہاں روزمرہ کے کاموں کے لئے روپیہ کا ایک "ریزرو فنڈ جائیداد" کی صورت میں ہو۔ تا اگر کسی وقت جماعت سے چندہ نہ ملے۔ یا چندہ نہ لیا جاسکے۔ تو تبلیغ کے کام میں روکاوٹ پیدا نہ ہو۔ اور مستقل آمدنی ایسی ہو۔ جس سے تمام کام بخوبی چلتا رہے۔

(۲) اللہ تعالےٰ نے "تحریک جدید" کے ذریعہ ایسے "ریزرو فنڈ" کے جمع کرنے کا موقعہ بہم پہنچا دیا۔ اور ایسی جائیدادوں پر روپیہ لگایا جاچکا ہے۔ اور لگایا جارہا ہے۔ تا تبلیغ اسلام کے کام کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔

(۳) پس اگر ہماری جماعت کوشش کرے۔ تو خدا تعالےٰ کے فضل سے آسانی کے ساتھ ایسی جائیداد پیدا کی جاسکتی ہے۔ جس سے تبلیغ کا کام بسہولیت ہوتا رہے۔

(۴) دنیا میں لوگ کنوئیں کھدواتے ہیں۔ اور سرائیں بنواتے ہیں۔ اور کوشش کرتے ہیں۔ کہ ان کا نام باقی رہے۔ وہ بالکل بے دین ہوتے ہیں۔ مگر ان کے دل میں بھی یہ جذبہ ہوتا ہے۔ کہ ہمارا نام کسی طرح باقی رہے۔ لیکن کنوؤں اور سراؤں کی کیا حیثیت ہے۔ پچاس ساٹھ سال یا سو سال کے بعد ویران یا غیر آباد ہو جاتے ہیں۔

(۵) لیکن اس کے مقابلہ میں "تحریک جدید" کا دور ثانی "مستقل صدقہ" کا کام ہے۔ جو لوگ اس میں حصہ لیں گے۔ وہ اس تبلیغ دین کے ذریعہ جو ان کے روپیہ سے ہوتی رہے گی (اپنی موت کے) ہزاروں سال بعد بھی ثواب حاصل کرتے چلے جائیں گے۔

(۶) مگر اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ جماعت قربانی کو اس "اعلیٰ معیار" پر قائم رکھے۔ جو گذشتہ سالوں میں اس نے قائم کیا تھا۔ بلکہ کوشش کرے۔ کہ پہلے معیار سے بھی وہ آگے بڑھ جائے۔

آپ کو یاد دلایا جاتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے گذشتہ سال فرمایا تھا۔ کہ "ریزرو فنڈ جائیداد" کی "قسط ماہ مئی" میں ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ دوست تحریک جدید کے چندہ کی ادائیگی میں عجلت سے کام لیں۔ تا قسط وقت پر ادا کی جاسکے۔

(۷) آپ برگزیدہ ایسی جماعتوں میں سے ہیں۔ سابقون الاولون میں شامل ہونے کی کوشش آپ کا حق ہے۔ جسے لینے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ آخر جو رقم دینی ہے۔ وہ دینی ہی ہے۔ جو وقت یا وقت سے پہلے ادا کرتا ہے۔ وہ ثواب کا بھی زیادہ مستحق ہو جاتا ہے۔ میں نے کئی دفعہ توجہ دلائی ہے۔ کہ جو لوگ اس بات کا خیال کرتے ہیں۔ کہ آخری وقت میں پورا کر دیں گے۔ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ وہ بالعموم ناکام رہتے ہیں۔ اور ان کے کاموں میں سستی پیدا ہو جاتی ہے"۔ اس لئے آپ آخر میں ادا کرنے کے خیال کو چھوڑ دیں۔ بلکہ پہلے ادا کرنے کا ماحول پیدا کریں۔

(۸) پس آپ تحریک جدید سال ہفتم کے وعدے کو جلد سے جلد ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اور اس غرض کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے یہ ارشادات پیش کئے جارہے ہیں۔ تا جہاں تحریک جدید کی قسط کے بروقت ادا کرنے میں سہولت ہو۔ وہاں آپ پہلے ادا کرنے کی وجہ سے "سابقون الاولون" میں بھی آجائیں۔ اگر آپ کا وعدہ ماہوار قسط سے دینے کا ہے۔ اور دسمبر۔ جنوری۔ فروری میں قسط ادا نہیں کی۔ تو آپ ماہ مارچ میں نہ صرف مارچ کی قسط ہی ادا کریں۔ بلکہ گذشتہ قسطیں بھی ادا کر دیں۔ اگر آپ نے دسمبر۔ جنوری۔ فروری میں یکمشت ادا کرنا تھا۔ مگر نہیں دے سکے۔ تو پوری توجہ سے ماہ مارچ میں ادا کرلیں۔ وہ احباب جن کا وعدہ اپریل مئی یا اس کے بھی بعد کا ہے۔ انہیں مئی سے پہلے پہلے اس لئے ادا کرنا چاہیئے۔ کہ وہ پہلے ادا کرنے کی وجہ سے سابقون الاولون میں بھی آجائیں گے۔ اس لئے ان کو ابھی سے یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ اور ایسا ماحول پیدا کرنا چاہیئے۔ کہ جس سے ان کی وعدہ کی رقم سو فی صدی قسط کے ادا کرنے کے وقت سے پہلے ادا ہو جائے۔ اگر ہر وعدہ کرنے والا آج سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات بالا کی تعمیل کے لئے ماحول پیدا کرکے ادا کرے۔ تو وہ "سابقون الاولون" میں بھی آجائے گا۔ اور اس کا پہلے ادا کرنے کا فعل حضور ایدہ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور دعا کا بھی باعث ہے۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔ والسلام۔

(خاکسار برکت علی خان فنانشل سیکرٹری تحریک جدید)

مردم شماری اور ایک ہندو پٹواری

(قصبہ اوڑ ضلع جالندھر میں مسلم آبادی کیساتھ سخت ناروا سلوک)

قصبہ اوڑ ضلع جالندھر میں مسلم آبادی اکثریت میں ہے۔ چونکہ قصبہ ہذا میں پٹواری صاحب ہندو ہیں۔ اسلئے انہوں نے شمار کنندگان کی تعداد ہندو ہی تجویز کی ہے۔ نیز پٹواری صاحب قصبہ ہذا اپنے اثر و رسوخ کے ماتحت ناجائز دباؤ ڈال کر اپنی زبان اردو لکھانے کی بجائے پنجابی لکھانے پر مجبور کر رہے ہیں۔ اور جو شخص صحیح زبان لکھانے پر اصرار کرتا ہے۔ اس پر ناجائز رعب ڈال کر اسکو خاموش کرایا جاتا ہے۔ باوجود بہت منت و لجاجت عرض کرنے پر بھی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ اور خواہ مخواہ۔ خود بخود شمار کنندگان مردم شماری عموماً اور پٹواری صاحب خصوصاً زبان کے خانہ میں بغیر رضامندی گھر والے کے پنجابی لکھ دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلم آبادی سخت حیران و پریشان ہے۔ اسلئے عرض ہے۔ کہ ہماری یہ شکایت افسران بالا تک بذریعہ اخبار پہنچا کر مسلم آبادی قصبہ ہذا کو مطمئن فرماویں۔ ایک درخواست سپرنٹنڈنٹ صاحب بہادر مردم شماری لاہور کے نام بھی بھیج دی گئی ہے۔

نیاز مند حکیم محمد حسین احمدی سیکرٹری جماعت احمدیہ اوڑ۔

صم استقبال کے لئے موجود تھے۔ چودھری سر محمد ظفر اللہ خانصاحب اور جناب خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کے ہمراہ میک ورکس کی نئی عمارت دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ جو سٹیشن کے قریب ہی تعمیر ہو رہی ہے۔ پھر تعلیم الاسلام ہائی سکول۔ سکول کا تالاب۔ بورڈنگ تحریک جدید۔ نور ہسپتال۔ نصرت گرلز ہائی سکول۔ میک ورکس۔ دار الصناعت۔ سٹار ہوزری ورکس۔ دفتر دعوۃ و تبلیغ۔ بکڈپو تالیف و اشاعت۔ مدرسہ احمدیہ۔ مہمانخانہ۔ نظارت بیت المال۔ دفتر محاسب۔ دفاتر صدر انجمن احمدیہ کا ملاحظہ کیا۔ نیز منارۃ المسیح پر چڑھ کر اردگرد کا نظارہ بھی کیا۔ اور اسکے بعد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ۲۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ فروری ۱۹۴۱ء | نمبر ۸

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۴ فروری ۱۹۴۱ء

صرف ان باتوں کی طرف توجہ کرو جن کے نتیجہ میں روحانی یا مادی فوائد حاصل ہو سکیں

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ

(مرتبہ شیخ رحمت اللہ صاحب شاکر)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالےٰ کا اپنے بندوں پر احسان

ہے۔ اور بہت ہی بڑا احسان ہے۔ اتنا بڑا احسان کہ انسان اسکی قدر و قیمت کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتا۔ کہ اس نے اپنے فضل اور اپنے کرم سے انسانی دماغ کو ان الجھنوں اور پریشانیوں سے بچا لیا ہے۔ جن کا شکار ہونا اس کی مدد کے بغیر اس کے لئے لازمی اور ضروری تھا۔ اور واقعات اس امر کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ جنہوں نے خدا تعالےٰ کی مدد لینے سے انکار کر دیا۔ ان کے دماغ

الٰہی الجھنوں اور پریشانیوں میں مبتلا

ہیں۔ صرف وہی ان الجھنوں سے محفوظ ہیں جنہوں نے الٰہی مدد کو قبول کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس مرض سے بچایا ہے۔ انسان اس دنیا میں جسے وہ کسی وقت سب سے بڑی چیز سمجھا کرتا تھا۔ پیدا ہوا۔ تو سورج اسے ایک تھال نظر آتا تھا۔ چاند اسے تھالی کی مانند دکھائی دیتا۔ اور ستارے اسے کوئی دالوں کے برابر۔ کوئی بیروں کے برابر۔ اور کوئی اخروٹوں اور کوئی سیبوں کے برابر نظر آتے تھے۔ زمین کی جھاڑیاں اور درخت بھی اسے سورج چاند اور ستاروں سے بڑے معلوم ہوتے تھے۔ اس کے لئے یہ بات حیرت انگیز تھی۔ کہ دور جہاں تک اس کا ہاتھ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ پہاڑوں پر چڑھ کر بھی نہیں پہنچ سکتا تھا۔ ایک چھوٹی سی ٹکیا نمودار ہو کر

ساری دنیا کو روشن

کر دیتی ہے۔ اور رات کے وقت ایک چھوٹی سی سفید تھالی ظاہر ہو کر سارے عالم کو چاندنی سے بھر دیتی ہے۔ ہزاروں ہزار ٹمٹمانے والے ستارے جو میں پھیل جاتے ہیں۔ اور چمک چمک ان کی آنکھوں کو خیرہ کرتے ہیں۔ اس کی نظر کے لئے دلفریب نظارہ پیدا کرتے اور جب دن آتا۔ تو غائب ہو جاتے ہیں۔ یقیناً یہ چیزیں اسے

حیرت میں ڈالنے والی

تھیں۔ اور حیرت میں ڈالنے والی ہوتیں۔ اگر خدا تعالےٰ کا ہاتھ ابتدا میں ہی اسے پکڑ کر سیدھا رستہ نہ دکھا دیتا۔ ہم دیکھتے ہیں گھر میں کوئی معمولی سا کھٹکا ہوتا ہے۔ تو گھر والے اٹھ کر تجسس شروع کر دیتے ہیں۔ کوئی کہتا ہے چوہا ہوگا۔ اور کوئی کہتا ہے چور ہوگا۔ ایک معمولی سا کھٹکا چھپکلی اور چوہے سے لے کر چور تک پہنچا دیا جاتا ہے۔ تو ظاہر ہے۔ کہ ایسے نظارے اسے کس طرح حیران کر سکتے تھے۔ مگر جونہی کہ

انسانیت سن شعور کو

پہنچی۔ اور جونہی پہلا انسان سن شعور کو پہنچا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے کان میں یہ آواز ڈال دی کہ میں تیرا اللہ ہوں۔ جس نے یہ سب دنیا پیدا کی ہے۔ اور جو کچھ تجھے نظر آتا ہے۔ یہ سب میری مخلوق ہے۔ جس طرح کہ تو مخلوق ہے۔ اور تو ایک دن مر کر میرے سامنے آنے والا ہے۔ یہ سب چیزیں جو تجھے نظر آتی ہیں۔ خواہ قریب ہوں۔ خواہ دور۔ میں نے تیرے فائدے اور تیرے کام آنے کے لئے پیدا کی ہیں۔ اور سب تجھے نفع پہنچانے کے کاموں میں لگی ہوئی ہیں۔ اس آواز نے اسے کتنی پریشانیوں سے بچا لیا۔ اگر پہلا انسان یعنی آدم اپنے سن شعور کو پہنچنے کے بعد اس آواز کو نہ سنتا۔ تو اس کے لئے

کس قدر مصیبت ہوتی

اور وہ کتنی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتا۔ دن چڑھتا۔ تو اس کے لئے ایک تکلیف کا آغاز ہو جاتا۔ کہ سورج کی کنہ کو معلوم کرے۔ اور رات ہوتی۔ تو ایک پریشانی کا دروازہ کھل جاتا۔ کہ چاند کی حقیقت کو معلوم کرے۔ اور پھر یہ پتہ لگائے۔ کہ ان چیزوں کا اس سے کیا تعلق ہے۔ یہ اسے کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکتی ہیں یا نہیں۔ اس سے خوش یا ناراض ہو سکتی ہیں یا نہیں۔ اور ہم دیکھتے ہیں۔ کہ جنہوں نے اس آواز سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ وہ ان چکروں میں پڑ گئے ہیں۔ ہزار ہا

بت پرست قومیں

ان الجھنوں میں مبتلا ہیں۔ کوئی کہتی ہے۔ کہ چاند اور سورج پر ارواح چھا جاتی ہیں۔ اور وہ ناراض یا خوش ہوتی ہیں۔ نہ ہم سورج اور چاند تک پہنچ سکتے ہیں۔ اور نہ وہ اپنا منشاء ہم پر ظاہر کر سکتے ہیں۔ نہ ہم یہ پتہ لگا سکتے ہیں۔ کہ وہ کس طرح خوش اور کس طرح ناراض ہوتی ہیں۔ آج کسی شخص نے کوئی کام کیا۔ جس کا نتیجہ خراب نکل آیا۔ تو اس نے خیال کر لیا۔ کہ چاند پر چھائی ہوئی ارواح کو یہ بات پسند نہیں آئی۔ اور کسی نے کوئی کام کیا۔ جس کا نتیجہ اچھا نکلا۔ تو اس نے سمجھ لیا۔ کہ سورج کی روح کے نزدیک یہ کام اچھا ہے۔ نہ تو چاند نے خود بولنا ہے۔ اور نہ سورج نے اور نہ ان ارواح نے جن کے متعلق کہا جاتا ہے۔ کہ وہ ان پر چھا جاتی ہیں۔ مگر

آدم کیسا مطمئن تھا

اور بشاشت قلب سے بیٹھا تھا۔ کیونکہ اسے خدا تعالےٰ نے بتا دیا تھا۔ کہ یہ سب چیزیں اس نے اس کے لئے مسخر کر دی ہیں۔ اور یہ اسکی خدمت پر لگی ہوئی ہیں۔ اسلئے اسے سورج اور چاند کی ناراضگی یا خوشنودی کے سامانوں کی تلاش میں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ موحد اور خدا رسیدہ آدم ان سب پریشانیوں سے مامون و محفوظ تھا۔ اور ان سامانوں سے فائدہ اٹھانے اور

خدا تعالےٰ کی عبادت

میں لگا ہوا تھا۔ نہ سورج کا چڑھنا اور نہ اس کا ڈوبنا اس کے دل میں کوئی گھبراہٹ پیدا کر سکتا تھا۔ سورج اور چاند کا چڑھنا اور غروب ہونا اس کے لئے ایسا ہی تھا۔ جیسا اس کا اپنا سونا اور جاگنا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ یہ سب مادی چیزیں ہیں۔ جو خدا تعالےٰ نے میرے فائدہ کے لئے پیدا کی ہیں۔ یہ بھی ویسی ہی ہیں۔ جیسے گھوڑے گائے وغیرہ ہیں۔ نہ ان کی خوشی میرے لئے کسی نفع کا اور نہ ناراضگی کسی نقصان کا موجب ہو سکتی ہے۔ مگر دوسروں نے کس کس رنگ میں ان چیزوں کے وجود پر بحثیں کی ہیں۔ ہندوستان کے فلسفیوں کو ہی لے لو۔ حیرانی ہوتی ہے۔ کہ کس طرح ایک ایک چیز کے متعلق انہوں نے مختلف نظریات قائم کئے ہیں۔ اور وہ

کس کس قسم کی الجھنوں میں

پڑے رہے ہیں۔ یونانی فلسفہ کو دیکھو۔ یہی حالت وہاں ہے۔ قیاس اور وہم سے پیدا شدہ مختلف باتیں ان کو پریشان کرتی رہی ہیں۔ اگر تو یہ تجسس ہو۔ کہ سورج ایک مادی چیز ہے۔ اسکی شعاعوں میں اللہ تعالےٰ نے کیا کیا فائدے رکھے ہیں۔ تو یہ ایک سائنس کی تحقیقات ہے۔ اس میں گھبراہٹ کی کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ جو اس میں لگا ہے۔ اگر تو وہ تاجرانہ ذہنیت کا ہے۔ تو سمجھتا ہے کہ اگر کامیاب ہو گیا۔ تو اس تحقیقات کو فروخت کر کے مالی فائدہ حاصل کروں گا۔ اگر

علمی مذاق

رکھتا ہے۔ تو سمجھتا ہے۔ کہ علمی کتاب شائع کروں گا۔ لوگ میری قدر کریں گے۔ لیکن اگر کامیاب نہ ہوا۔ اور معلوم نہ کر سکا۔ تو بھی کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ میرے باپ دادوں کو بھی تو یہ علم نہ تھا۔ اور اس کے نہ ہونے سے ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ لیکن اگر وہ ان چیزوں کو ہی خدا کا مرتبہ دیتا۔ اور سمجھتا ہے۔ کہ ان کا تعلق اسکی زندگی موت سے ہے۔ یہ اس کے اور اس کے بیوی بچوں کے آرام و راحت پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ تو اسے دن رات ایک خلش رہے گی۔ کہ پتہ نہیں۔ مجھے یہ چیزیں کیا نقصان پہنچائیں۔ غیر معروف چیزیں معروف کی نسبت ہمیشہ زیادہ گھبراہٹ کا موجب ہوتی ہیں۔ انسان سامنے آنے والے دشمن سے اتنا نہیں ڈرتا۔ جتنا پوشیدہ سے۔ لوگ تلوار کے ساتھ سامنے سے حملہ کرنے والے سے اتنا نہیں ڈرتے۔ جتنا چور سے ڈرتے ہیں۔ اسکی وجہ یہ نہیں۔ کہ چور بڑا بہادر ہوتا ہے۔ بلکہ بعض چور مسلول ہوتے ہیں۔ بعض ایسے ہوتے ہیں۔ کہ اگر ایک تندرست آدمی تھپڑ مارے۔ تو چھ سات دانت ٹوٹ جائیں۔ مگر پھر بھی لوگ چور سے بہت ڈرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ علم نہیں ہوتا۔ کہ وہ کہاں سے آئے گا۔ کس طرح آئے گا۔ کس طرح نقصان پہنچائے گا۔ ایک شخص بیمار رہتا ہے۔ ڈاکٹر بتا دیتا ہے۔ کہ اسے پتھری ہے۔ اور سب متعلقین کو گونہ اطمینان ہو جاتا ہے۔ وہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیماری کا پتہ لگ گیا۔ اب ہسپتال جاکر اپریشن کرائے گا۔ اور آرام ہو جائے گا۔ لیکن ایک اور شخص کو معمولی بخار ہوتا ہے۔ ڈاکٹر کہتا ہے۔ کچھ پتہ نہیں لگتا۔ کہ بخار کیوں ہؤا۔ اور سب گھر والے پریشان ہو جاتے ہیں۔ یہ گھبراہٹ اس وجہ سے ہوتی ہے۔ کہ بخار کی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ مگر پتھری سے اتنی گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس کا پتہ لگ چکا ہے۔ اور آدمی سمجھتا ہے۔ کہ علاج سے آرام ہو جائے گا۔ اسی طرح

اللہ تعالیٰ کے ماننے والوں کو

بھی بعض دفعہ گھبراہٹ ہوتی ہے۔ کہ فلاں نافرمانی ہوگئی ہے۔ اسکی سزا نہ مل جائے۔ ہم اپنے خالق کے منشاء کو اچھی طرح پورا کر سکیں گے یا نہیں۔ مگر یہ معین حد تک ہوتی ہے۔ لیکن جسے پتہ ہی نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کیونکر ناراض ہوتا ہے۔ اور اسے خوشی کرنے کے ذرائع کیا ہیں۔ وہ کیا ذرائع اور اعمال ہیں۔ جن سے انسان اللہ تعالیٰ سے قریب اور بعید ہو جاتا ہے۔ اسکی مثال اس شخص کی سی ہے۔ جو اکیلا جنگل میں بیٹھا ہو۔ چاروں طرف سے آوازیں آرہی ہوں۔ کہ اس پر چور ڈاکو اور جانور حملہ کرنے والے ہیں۔ مگر اسے پتہ نہ ہو۔ کہ اس پر حملہ کب ہوگا۔ کس طرف سے ہوگا۔ شیر کرے گا یا بھیڑیا۔ چور کرے گا یا کوئی درندہ

ایک مثال لڑائی کی

ہمارے سامنے ہے۔ تجربہ سے ظاہر ہے۔ کہ جو قوم حملہ کرتی ہے۔ وہ زیادہ مطمئن ہوتی ہے۔ بہ نسبت اس کے جو دفاع کرتی ہے۔ اٹلی کو اس لڑائی میں پے درپے شکستیں ہو رہی ہیں۔ ماہرین کی رائے اس کے متعلق یہ ہے۔ کہ اٹلی کی فوجوں کو حملہ کرنا نہیں آتا۔ وہ صرف دفاع کر سکتی ہیں۔ اور اسی طرف متوجہ رہتی ہیں۔ حملہ آور اگر دس ہوں۔ اور دفاع کرنے والے ایک ہزار تو بھی ان کا پہلو کمزور رہے گا۔ ان کو کھٹکا لگا رہے گا۔ کہ معلوم نہیں دس حملہ آور کس طرف سے حملہ کریں۔ جنوب سے کریں۔ شمال سے کریں۔ مشرق سے کریں یا مغرب سے۔ اور پھر ان اطراف کے بھی کس گوشہ سے کریں۔ ان میں سے ہر دس آدمی ہوشیار رہیں گے اور ڈرتے رہیں گے۔ لیکن اگر ہزار نے دس پر حملہ کرنا ہو۔ تو وہ اتنے پریشان نہیں ہوں گے۔ دس پندرہ آدمی بھیج دیں گے۔ کہ جاکر حملہ کردو۔ اور باقی اطمینان کے ساتھ بیٹھے رہیں گے۔ مگر دفاع کرنے والے خواہ زیادہ ہی ہوں۔ گھبراہٹ میں رہیں گے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ حملہ کس طرف سے ہوگا۔ یہی فرق

خدا تعالےٰ کے ماننے اور نہ ماننے

والوں میں ہے۔ جو مانتا ہے اسے پتہ ہے۔ کہ خطرہ کہاں سے آئے گا۔ اور اس سے بچنے کا کیا طریق ہے۔ مگر جو نہیں مانتا۔ وہ صرف قیاسی گھوڑے دوڑاتا ہے۔ وہ ہر ذرہ کو خدا سمجھتا اور اس سے ڈرتا ہے۔ وہ قدم قدم پر امیدیں باندھتا اور قدم قدم پر ان کو مٹاتا ہے۔ اور قدم قدم پر خوف اسکی جان نکالتا ہے۔

پس یہ اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے۔ کہ اس نے آدم کے سن شعور کو پہنچنے کے ساتھ ہی اس پر الہام نازل کرکے اسے بتا دیا۔ کہ یہ سب کچھ میری مخلوق اور تمہارے فائدے کے لئے ہے۔ اور پھر ہر نبی کے ذریعہ یہ پیغام پہنچاتا رہا۔ اور اس زمانہ میں بھی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ

اس نے یہ آواز سنائی ہے۔ بے شک آپ کے ماننے والوں کو بھی خطرات پیش آتے ہیں۔ مگر وہ جانتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کو دور کرنے اور اس کے انعامات کے وارث بننے کے کیا ذرائع ہیں۔ ان کو اپنی غلطی کا علم ہو جائے۔ تو وہ جانتے ہیں۔ کہ اسکی اصلاح کیسے ہو سکتی ہے۔ اور کس طرح ترقی کی جا سکتی ہے۔ مگر جن لوگوں نے اپنی عقل سے کام لیا۔ وہ جس گھبراہٹ کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کا اندازہ اسی وقت ہو سکتا ہے۔ جب انسان اس کا کوئی نظارہ دیکھے۔ کل

ایک ہندو صاحب

مجھ سے ملنے آئے۔ نہ معلوم اس کی کیا وجہ تھی۔ وہ کانپور کے رہنے والے تھے۔ ان کے لڑکے کو پھانسی کی سزا ہو چکی ہے۔ بعض لوگ غلطی سے یہ سمجھ لیتے ہیں۔ کہ چونکہ چودھری سر ظفر اللہ خانصاحب اس جماعت میں ہیں۔ میں ان کے پاس سفارش کردوں گا۔ اور ان کا کام ہو جائے گا۔ اور وہ شاید سمجھتے ہیں۔ کہ ساری دنیا کا کام چودھری صاحب کے ہی سپرد ہے۔ اسلئے میں ایسے لوگوں سے ملا نہیں کرتا۔ مگر ان کے متعلق بتایا گیا۔ کہ وہ صرف دعا کرانا چاہتے ہیں۔ سفارش نہیں۔ اسلئے میں نے ان کو ملاقات کا موقعہ دے دیا۔ وہ آئے اور بیٹھ گئے اور ذکر کیا کہ ان کا لڑکا کانگرسی تھا۔ زمینداروں کے معاملات میں بہت دلچسپی لیتا تھا۔ اور کسانوں کی زمینداروں کے مقابلہ میں بہت حمایت کیا کرتا تھا۔ کسی جگہ کسانوں نے ایک زمیندار کو ہلاک کر دیا۔ اور چار کسانوں کے ساتھ اس کو بھی اس الزام میں پکڑ لیا گیا۔ اسے بھی پھانسی کی سزا ہوئی۔ جو ہائی کورٹ تک بحال رہی۔ اور اب رحم کی اپیل بھی مسترد ہو چکی ہے۔ یہ ان کا بیان تھا۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ یہ صحیح ہے۔ یا محض والد ہونے کی وجہ سے وہ ایسا سمجھتے تھے۔ کہ ان کا لڑکا اس جرم میں شریک نہ تھا محض اس وجہ سے اسے دھر لیا گیا۔ کہ وہ کانگرسی تھا۔ اور زمینداروں کے خلاف کسانوں کا ہمدرد تھا۔

وہ جب باتیں کر رہے تھے۔ تو میں نے دیکھا کہ ان کی آخری امید بھی قریباً جاتی رہی تھی۔ اور ان کے اندر ایک گھبراہٹ اور اضطراب تھا۔ اور میں نے پوچھا تو نہیں۔ مگر میرا قیاس ہے۔ کہ شاید ان کا یہی ایک لڑکا تھا۔ وہ بوڑھے آدمی ہیں۔ اسی گھبراہٹ اور اضطراب میں باتیں کرتے کرتے انہوں نے کہا۔ کہ معلوم نہیں

بھگوان کہاں سو رہے ہیں

پھر تھوڑی دیر خاموشی کے بعد کہا۔ معلوم نہیں۔ مجھے کس جنم کے کونسے گناہ کی سزا مل رہی ہے۔ ان کے ان دونوں فقروں نے مجھے ایسی حیرت میں ڈال دیا۔ کہ میں ان کے متعلق اپنے معمولی فرض کو بھی بھول گیا۔ میں نے ان سے ہمدردی کا اظہار تو کیا۔ اور ان سے کہا۔ کہ میں دعا کروں گا۔ مگر جس قدر ہمدردی ظاہر کرنی چاہیئے تھی۔ نہ کر سکا۔ کیونکہ ان دونوں فقروں کی گہرائیوں میں میرے خیالات اُلجھ گئے۔ اور میں سوچنے لگا۔ کہ

الہامی اور غیر الہامی مذاہب

میں کتنا فرق ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کہ لَا تَأْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ یعنی اسے نہ اونگھ آتی ہے۔ اور نہ نیند۔ مگر بعض دوسرے مذاہب والے یہ سمجھتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ سوتا بھی ہے۔ اور جاگتا بھی۔ اس لئے یہ شخص حیران ہے۔ کہ میرا بیٹا پھانسی پا رہا ہے۔ اور خدا معلوم نہیں کس جگہ سویا ہؤا ہے۔ میں اسے امداد کے لئے بلاؤں بھی تو کیسے۔ معلوم نہیں۔ وہ کس جگہ سو رہا ہے۔ مسلمان جانتا ہے۔ کہ اگر مجھے کوئی سزا بھی مل رہی ہے۔ تو اس میں میرا کوئی قصور ہوگا۔ اور اگر قصور نہیں ہے۔ تو میرا خدا سویا ہؤا نہیں۔ بلکہ سب کچھ دیکھ رہا ہے۔ اور وہ ضرور میری مدد کرے گا۔ اور اس سے اس کا دل مطمئن ہوتا ہے۔

ماؤں کے بچے

مر بھی جاتے ہیں۔ اور گم بھی ہو جاتے ہیں۔ مگر جس کا بچہ مر جائے۔ وہ چند روز میں غم کو بھول جاتی اور کام کاج کرنے لگتی ہے۔ مگر جس کا بچہ گم ہو گیا ہو۔ وہ ہر وقت اس کے غم میں پریشان رہتی ہے۔ کیونکہ اسے ہر وقت یہی گھبراہٹ رہتی ہے۔ کہ معلوم نہیں۔ وہ کس حال میں ہوگا۔ کسی ظالم کے پنجہ میں ہوگا۔ معلوم نہیں وہ اسے کتنی تکلیف دے رہا ہوگا۔ اسے مارتا پیٹتا ہوگا۔ یا اگر لڑکی ہو۔ تو وہ ہر وقت اسی خیال میں رہتی ہے۔ کہ معلوم نہیں۔ کن ظالموں سے اس کو پالا پڑا ہوگا۔ جو تمام دن اس سے کام لیتے ہوں گے۔ اور رات کو اس سے دبواتے ہوں گے۔ خواہ وہ مر ہی چکی ہو۔ مگر چونکہ اسے علم نہیں ہوتا۔ اس لئے وہ ہر وقت یہی خیال کرتی ہے۔ کہ وہ تکلیف میں ہوگی۔ اور اس لئے پریشان رہتی ہے۔ اور ہر وقت اسے یہی غم لگا رہتا ہے۔

امید کا منقطع ہو جانا

بھی ایک لحاظ سے آرام کا موجب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو شخص جانتا ہے۔ کہ میرا خدا جاگتا ہے۔ اور سب کچھ دیکھتا ہے۔ وہ کسی وقت سوتا نہیں۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ نے شاید مجھے سزا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور اس طرح وہ اس ماں کی طرح جو جانتی ہے۔ کہ اس کا بچہ مر چکا ہے۔ مطمئن ہو جاتا ہے۔ مگر جو لوگ خیال کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالےٰ سو بھی جاتا ہے۔ وہ اسی تردد میں رہتے ہیں۔ کہ خدا تو شاید سو رہا ہے۔ اور اس کے جگانے کی کوئی ترکیب ہمیں معلوم نہیں۔ پھر یہ معلوم نہیں۔ کہ وہ کہاں سو رہا ہے۔ کونسا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ اور کس مکان پر جاکر اسے جگائیں۔ ادھر ہمارے بچہ کے پھانسی پانے کا وقت قریب آرہا ہے۔ یہ کیسی

اضطراب کی کیفیت

ایسے لوگوں پر طاری ہوتی ہے۔ اور وہ کیسی مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور یہ سارا ظلم ان کمبخت فلاسفروں نے ان پر کیا ہے۔ جنہوں نے یہ خیالات ان کے اندر پیدا کئے۔ ایسے لوگ سخت سے سخت سزا کے مستحق ہیں۔ جنہوں نے جاہل لوگوں کو ایسے خیالات میں مبتلا کرکے ان کا چین اور سکھ برباد کر دیا۔ وہ تو اپنے خیال میں ایک علمی مشغلہ میں لگے تھے۔ اور دنیا کی پہیلی حل کرتے تھے۔ مگر دراصل انہوں نے لاکھوں انسانوں پر

شدید ترین ظلم

کیا۔ اور ان کا اطمینان قلب چھین کر ان کو ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیا۔

ایک شخص کا بچہ اگر سخت بیمار ہو۔ اور ڈاکٹر علاج کے لئے پاس بیٹھا ہو۔ تو اس کے بچہ کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالت کیسی خطرناک ہو۔ پھر بھی اسے ایک اطمینان ہوتا ہے۔ اور گو اسکی حالت بھی قابل رحم ہوتی ہے۔ مگر اس سے بہت زیادہ

قابل رحم حالت

اس انسان کی ہے جس کا بچہ خطرناک طور پر بیمار ہو۔ اور وہ ڈاکٹر کے مکان پر پہنچے۔ تو معلوم ہو۔ کہ وہ سیر کو چلا گیا ہے۔ وہ اس کے پیچھے جائے۔ تو پتہ لگے۔ کہ گھر واپس چلا گیا ہے۔ اور جب وہ پھر اس کے مکان پر پہنچے۔ تو معلوم ہو کہ وہ کسی اور مریض کو دیکھنے چلا گیا ہے۔ ایسے شخص کی حالت بہت قابل رحم ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو وہ ڈاکٹر کی تلاش میں حیران ہو رہا ہوتا ہے۔ اور دوسری طرف اسے یہ اضطراب ہوتا ہے۔ کہ بچہ میرے بعد فوت ہی نہ ہو گیا ہو۔ اسی طرح جو شخص جانتا ہے۔ کہ میرا خدا سوتا نہیں بلکہ جاگتا ہے۔ اور میں اس سے مدد مانگوں۔ تو اگر کسی مصلحت کے خلاف نہ ہو۔ تو وہ ضرور میری مدد کرے گا۔ اسکی مثال ایسی ہی ہے۔ جیسے کسی کے بیمار بچے کے پاس ڈاکٹر موجود ہو۔ ایسے شخص کا بچہ بھی مر سکتا ہے۔ مگر پھر بھی اسے ایک اطمینان ہوتا ہے۔ لیکن جو سمجھتا ہے۔ کہ خدا ممکن ہے میری مدد کے وقت کہاں سویا ہوا ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے کسی کا بچہ خطرناک بیمار ہو۔ اور اسے ڈاکٹر نہیں ملتا۔ پس اس شخص کا یہ کہنا کہ معلوم نہیں بھگوان کہاں سوئے ہوئے ہیں بتا رہا تھا۔ کہ اس کے

دل میں ایک خلجان

ہے۔ کہ یہ کیسی مصیبت ہے۔ کہ بھگوان یہ بھی نہیں بتاتے۔ کہ وہ کہاں سو رہے ہیں۔ میں ان کے پاس مدد کے لئے جاؤں بھی تو کہاں جاؤں ادھر میرے بچہ کی پھانسی کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ اور حکومت اس وقت پر ضرور پھانسی دے دیگی۔ پھر یہ معلوم نہیں۔ کہ یہ کس جنم کے قصور کی سزا ہے۔ مگر ایک مسلمان جانتا ہے۔ کہ اس کا خدا سوتا کبھی نہیں۔ ہر وقت جاگتا اور دیکھتا ہے۔ پھر وہ یہ بھی جانتا ہے۔ کہ جو سزا بھی ملتی ہے۔ اسی جنم کی ملتی ہے۔ بلکہ ضروری نہیں کہ کسی گناہ کی ہی سزا ہو۔ دنیا میں ایک شریعت کا قانون ہے۔ اور ایک طبعی قانون ہے۔ بعض حالتوں میں انسان کو

طبعی قانون کے ماتحت دُکھ

پہنچ جاتا ہے۔ وہ کسی گناہ کی سزا نہیں ہوتی۔ اور جس شخص کا ان باتوں پر ایمان ہو۔ اس کا دل اطمینان سے بھرا ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے۔ کہ استغفار کرو۔ توبہ کرو۔ دعائیں کرو۔ تو گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ مگر جو سمجھتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ بھی ایک بنئے کی طرح ہے۔ اس نے ہمارے سب گناہوں کا بھی کھاتہ بنا رکھا ہے۔ اور ضرور ہے۔ کہ ہر گناہ کی کسی نہ کسی جنم میں سزا مل کر رہے۔ خدا تعالیٰ گناہ کی سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ اسکی حالت کیسی قابل رحم ہے۔ اسے ہر وقت فکر رہتا ہے۔ کہ میرا کوئی گناہ معاف تو ہونا نہیں۔ بلکہ ضرور اسکی سزا ملنی ہے۔ معلوم نہیں کس جنم میں کس گناہ کی سزا ملے۔ اب تو

بنیوں کی زیادتیاں

روکنے کے لئے حکومت نے بعض قوانین بنائے ہیں۔ مگر پہلے یہ نہ تھے۔ اور سینکڑوں ہزاروں لوگوں کو انہوں نے تباہ کیا۔ کئی لوگوں نے مجھے ایسے واقعات بتائے اور میں نے تحقیقات کی۔ تو وہ درست ثابت ہوئے۔ کہ کسی نے کسی بنئے سے کسی وقت تیس چالیس روپے لئے۔ اور تین تین سو روپے ادا کر دیئے۔ پھر بھی اتنی ہی رقم کی ڈگری ان پر ہو گئی۔ انہوں نے ایک وقت روپیہ دے دیا۔ اور بنئے نے کہہ دیا۔ کہ بس حساب صاف ہو گیا۔ انہوں نے غفلت کی اور سمجھ لیا۔ کہ بس حساب صاف ہو چکا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد بنیا پھر آ گیا۔ اول تو انکار کر دیا۔ کہ میں نے حساب صاف ہو جانے کا کہا ہی نہ تھا۔ اور اگر مانا بھی تو کہہ دیا۔ مجھے غلطی لگ گئی تھی۔ در اصل دس روپے باقی رہ گئے تھے۔ جو اب ۲۵ ہو گئے ہیں۔ معمولی زمیندار دس پانچ روپیہ سے زیادہ ایک وقت نہیں دے سکتے۔ اتنے دے دیئے۔ اور بنیا چلا گیا۔ مگر آٹھ دس سال کے بعد بڑھتے بڑھتے پھر وہ روپے سینکڑوں ہو گئے۔ غرضیکہ مشہور ہے۔ کہ

بنئے کا حساب کبھی ختم نہیں ہوتا

یہی حال خدا تعالیٰ کا ہندو مذہب پیش کرتا ہے۔ وہ کبھی حساب صاف نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ کچھ نہ کچھ ضرور بقایا رکھتا ہے۔ پھر بندے کو یہ بھی علم نہیں ہونے دیتا۔ کہ جو سزا اسے مل رہی ہے۔ وہ اس کے پہلے جنم کے کسی ابتدائی گناہ کی ہے یا آخری کی۔ وہ صرف یہ کہتا ہے۔ کہ جیل جاؤ۔ مگر یہ نہیں بتاتا۔ کہ جرم کیا ہے۔ نہ یہ کہ جرم کی شدت کیسی ہے۔ سزا کتنی ہے۔ اور نہ یہ بتاتا ہے۔ کہ سزا سے بچنے کا کوئی ذریعہ بھی ہے یا نہیں۔ یہ بالکل بنیوں والا طریق ہے۔ معلوم نہیں بنیوں نے پرمیشور سے یہ طریق سیکھا یا پرمیشور نے بنیوں سے۔ تو ایسے خیالات نے لاکھوں انسانوں کے قلوب میں بے اطمینانی پیدا کر رکھی ہے۔ آج کل کے

تعلیم یافتہ آریہ سماجی

جن کے دلوں میں کچھ اطمینان معلوم ہوتا ہے۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ وہ تناسخ کو نہیں مانتے۔ بے شک وہ مناظرے کرتے ہیں۔ بحثیں کرتے ہیں۔ مگر دل سے ایسے عقائد کے قائل نہیں۔ ورنہ ان کو کبھی اطمینانِ قلب حاصل نہ ہو سکتا۔ یا اگر مانتے بھی ہیں۔ تو محض فلسفیانہ مسئلہ کی حیثیت سے۔ ورنہ ان کے عقائد وہی ہیں۔ جو مسلمانوں کے ہیں۔ وہ محض دماغی تعیش کے لئے ان بحثوں میں پڑتے ہیں۔ ان کی

عملی زندگی

پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے۔ تو تناسخ ماننے والوں کے عقیدہ کے مطابق خدا اور بنئے میں کوئی فرق نہیں۔ بلکہ ایک لحاظ سے بنیا زیادہ نیکی کرتا ہے۔ کیونکہ خواہ وہ دھوکہ سے ہی سہی۔ وہ چند سال تو اپنے مقروض کے اطمینان سے گزرنے دیتا ہے۔ جب وہ اسے کہہ دیتا ہے۔ کہ تمہارا حساب اب صاف ہو گیا۔ مگر جس پرمیشور کو یہ مذہب پیش کرتا ہے۔ وہ تو کبھی دھوکہ سے بھی نہیں کہتا۔ کہ اب تمہارے گناہوں کا حساب صاف ہو چکا ہے۔ تو ان

فلسفیوں نے اتنا ظلم مخلوق پر کیا ہے

کہ جس کی کوئی حد نہیں۔ دنیا میں ایک انسان کے مارنے والے کو پھانسی کی سزا دی جاتی ہے۔ اور ان نالائقوں نے کروڑوں کروڑ آدمی مار ڈالے ہیں۔ اور پھر ان کو ایک ہی دفعہ نہیں مارا بلکہ

کند چھریوں سے ذبح کیا

ہے۔ کسی کو اسی سال میں کسی کو ساٹھ اور کسی کو پچاس اور کسی کو چالیس سال میں ذبح کیا ہے۔ صرف اور صرف وہی ہیں۔ جو ان تمام لوگوں کی گھبراہٹ اور اطمینانِ قلب چھیننے کا موجب ہوئے ہیں۔ کیا عجیب بات ہے۔ کہ یہ کہتے ہیں۔ کہ معلوم نہیں

کونسے جنم کی سزا

مل رہی ہے۔ یہ غور نہیں کرتے۔ کہ یہی اعمال ہیں۔ جو ہمارے سامنے آ رہے ہیں۔ کیا ہم دیکھتے نہیں کہ آج ایک شخص زیادہ مرچیں کھاتا ہے۔ اور کل اسے پیچش ہو جاتی ہے۔ آج ہی پانی پیتا تو پیاس بجھتی اور روٹی کھاتا ہے۔ تو پیٹ بھرتا ہے۔ یہ سب اسی زندگی کے اعمال کے نتائج ہیں۔ سب اعمال کی وجوہ اور نتائج یہیں نظر آتی ہیں۔ ہاں اگر دو چار کی وجوہ کو ہم نہیں سمجھ سکے۔ تو باقی پر ان کا قیاس بھی کیا جا سکتا ہے۔ جو باقی کی تشریح ہے۔ وہی ان کی سمجھ لینی چاہیئے۔ اگر زندگی میں انسان کو گذشتہ اعمال کا ہی نتیجہ ملتا ہے۔ تو چاہیئے۔ کہ وہ شادی نہ بھی کرے۔ پچھلے جنم کے کسی عمل کے نتیجہ میں اگر اس کے ہاں بچے ہونے ہیں۔ تو ہو جائیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ انسان شادی کرے تب ہی بچہ پیدا ہوتا ہے۔ پانی پیتا ہے۔ تو پیاس بجھتی ہے۔ روٹی کھاتا ہے۔ تو پیٹ بھرتا ہے۔ یہ سب اعمال کے نتائج ہیں۔ جو ساتھ ساتھ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور

طبعی قانون کے نتائج

ہیں۔ مثلاً کوئی شخص آگ کے پاس بیٹھے۔ تو اس کے کپڑے گرم ہو جائیں گے۔ اسی طرح اگر ماں باپ کی صحت خراب ہے۔ تو بیٹا اندھا پیدا ہوگا۔ ماں کے رحم میں کوئی نقص ہے۔ تو بیٹے کے ہاتھ کی دو ہی انگلیاں ہوں گی۔ یا پاؤں میں کوئی نقص ہوگا۔ یا اسی طرح کوئی اور نقص ہوگا۔ اور جب تک ماں کے رحم میں وہ نقص رہے۔ جو بچہ پیدا ہوگا۔ اس کا اثر اس پر ہوگا۔ ہاں وہ دُور ہو جائے۔ تو پھر تندرست بچے پیدا ہوں گے۔ غرض طبعی نتائج ورثہ میں بھی ملتے ہیں۔ تندرست ماں باپ کا بچہ تندرست اور بیمار کا بیمار پیدا ہوگا۔ اسی طرح آگ کے پاس بیٹھنے والے کے کپڑے گرم ہو جائیں گے۔ اور برف ہاتھ میں پکڑنے والے کا ہاتھ سرد ہوگا۔ مگر ان سیدھی باتوں کو فلسفیوں نے کیسی

پریشان کن الجھنیں

بنا دیا۔ اور افسوس ہے۔ کہ مسلمانوں میں بھی بدقسمتی سے یہ خیالات رائج ہو گئے۔ اسکی بنیاد در اصل یہ خیال ہے۔ کہ انسان کی روح باہر سے آتی ہے۔ باہر سے روحیں آنا ماننے کے نتیجہ میں ہی تناسخ وغیرہ عقائد نکلے ہیں۔ لیکن قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے۔ کہ

روح کہیں باہر سے نہیں آتی

بلکہ انسان کے اندر سے پیدا ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ بیمار جسم سے بیمار بچہ اور تندرست سے تندرست بچہ پیدا ہوتا ہے۔ باہر سے آنا مانیں تو پھر تو بے شک اعتراض ہو سکتا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ نے اسے بُری جگہ کیوں رکھ دیا۔ لیکن جب اس کا باہر سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ تو پھر اعتراض کی کوئی بات نہیں۔ ایک شخص غریب ہے۔ اور اپنے معمولی سے مکان میں رہتا ہے۔ لیکن اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ مگر کسی کے ہاں کوئی معزز مہمان آئے۔ اور وہ اسے پاخانہ میں جگہ دے۔ تو ہر ایک اس پر اعتراض کرے گا۔ غریب شخص کے گھر پر کوئی اعتراض اسلئے نہیں آتا۔ کہ وہ سمجھتے اس نے تو یہیں رہنا تھا۔ لیکن جو باہر سے آیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسے پاخانہ میں ٹھیرانے پر ہر کوئی اعتراض کریگا اور کہے گا۔ کہ وہ تو مہمان تھا۔ اسکی عزت کرنی چاہیئے تھی۔ تو

روحوں کا باہر سے آنا

تسلیم کرنے سے ہی یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے۔ کہ اسے خراب جگہ کیوں رکھا گیا۔ لیکن اگر اس کا اندر سے پیدا ہونا ہی مانا جائے۔ تو پھر کوئی اعتراض نہیں۔ ہر قوم کا یہ طریق ہے۔ کہ جب وہ مذہب سے غافل ہو جائے۔ تو ایسے خیالات میں پڑ جاتی ہے۔ ورنہ کوئی اصل مذہب یہ نہیں سکھاتا۔ میں ایک منٹ کے لئے یہ نہیں مان سکتا۔ کہ کرشن رام چندر اور بدھ جیسے خدا رسیدہ لوگ ایسے

لغو خیالات میں مبتلا

تھے۔ ان کے سامنے تو بہت بڑا کام یعنی دنیا کی اصلاح تھا۔ وہ ان باتوں کی طرف دھیان ہی کیسے دے سکتے تھے۔ انہوں نے دنیا کی اخلاقی۔ دماغی اور سیاسی اصلاح کرنی تھی۔ اور آئندہ نسلوں کی بھی اصلاح کا کام ان کے سپرد تھا۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اس قدر بڑے کام سے ایک منٹ کی بھی فراغت نہیں ہو سکتی۔ کہ ایسے لغو خیالات کی طرف توجہ کی جا سکے۔ انبیاء کے زمانہ میں یہ خیالات پیدا نہیں ہوتے۔ بلکہ بعد میں جب ترقیات حاصل ہو جاتی ہیں۔ تو یہ سلسلہ شروع ہوتا ہے تیز طبیعت لوگ پامال رستہ کو پسند نہیں کرتے۔ اگر اسی رستہ پر چلتے جائیں۔ تو انہیں رامچندر یا کرشن کا شاگرد ہی کہا جائے گا۔ لیکن اگر پتنجلی کا یوگ شاستر بن جائے۔ تو اس آزادی علم کی وجہ سے لوگ مصنف کی تعریف کریں گے۔ اور اسکی خوب شہرت ہوگی۔ پس اس

جھوٹی شہرت اور عزت

کی خاطر لوگ ایسے رستے تجویز کرتے خود ٹھوکر کھاتے گمراہ ہوتے اور دوسروں کو گمراہ کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگوں کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ قد ضلوا من قبل واضلوا۔ یہی حال سامی مذاہب میں ہمیں نظر آتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک سیدھی سادی تعلیم لائے تھے۔ مگر بعد میں یہودیوں نے اس میں عجیب الجھنیں پیدا کر دیں۔ پھر حضرت عیسیٰ آئے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ اصلی تعلیم تو وہی ہے۔ جو موسیٰ ع لائے تھے۔ صرف زمانہ کے حالات کا تقاضا ہے۔ کہ نرمی سے کام لیا جائے۔ اور باطنی صفائی کی طرف توجہ زیادہ دی جائے۔ مگر دیکھو نکالنے والوں نے اس میں بھی کیا کیا باتیں نکالیں۔ کسی نے ان کو خدا بنا دیا۔ اور کسی نے خدا کا بیٹا۔ پھر اقانیم ثلاثہ کا گورکھ دھندا گھڑ لیا گیا۔ جسے نہ گھڑنے والے خود سمجھیں۔ اور نہ کوئی اور سمجھ سکے۔ مسلمانوں کو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نے جو تعلیم دی تھی۔ اس کے مطابق وہ سمجھتے تھے۔ کہ ہمارا کام

دنیا کی اصلاح

کرنا ہے۔ اسلیئے وہ ان باتوں کی طرف توجہ ہی نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ اتنا بڑا کام جس کے ذمہ ہو۔ اسے ایسی باتوں کے لئے وقت ہی کہاں مل سکتا ہے۔ اب ہم وہی کام کرتے ہیں۔ دیکھ لو۔ سر کھجلانے کی بھی فرصت نہیں ملتی۔ تو اگر کوئی قوم دیانتداری سے دنیا کی اصلاح میں لگ جائے۔ تو ایسی باتوں کے لئے اسے فرصت ہی نہیں مل سکتی۔ مگر جب مسلمانوں نے اس کام سے غفلت کی۔ تو یونانی فلاسفروں کی کتابوں کے تراجم کرنے لگ گئے۔ اپنے خیال میں تو وہ علمی ترقی کر رہے تھے۔ مگر میرے خیال میں وہ

بد ترین جہالت

پھیلا رہے تھے۔ خدا تعالیٰ کی صفات پر بحثیں اسی زمانہ میں شروع ہوئیں۔ خدا تعالیٰ کا کلام عارضی ہے۔ یا ہمیشہ سے۔ ایسی ایسی بیہودہ اور لغو باتیں ہونے لگیں۔ پھر خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور آپ کے ذریعہ پھر وہی سیدھا سادہ اسلام دنیا میں آیا۔ اور آپ نے پھر ہمیں یہ بتایا۔ کہ خدا تعالیٰ نے جن چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ ان کی تحقیقات بے شک کرو۔ یہ سائنس کی ترقی ہے۔ لیکن

خدا تعالیٰ خالق ہے

اسے اگر پھاڑ کر دیکھنا چاہو گے۔ تو کامیاب نہ ہو سکو گے۔ اگر اسے دیکھنا چاہتے ہو۔ تو اس کا یہی طریق ہے کہ اسکی عبادت کرو اور اس کا قرب حاصل کرو۔ لیکن اسے پھاڑنے کا خیال بھی دل میں نہ لاؤ۔

ہماری جماعت

اگر ان باتوں کو اچھی طرح سمجھ لے۔ اور ان پر عمل کرے۔ تو وہ گرنے سے بچ سکتی ہے مگر میں نے دیکھا ہے۔ اب بھی بعض اوقات ایسی بحثیں شروع ہو جاتی ہیں۔ کہ مادہ ازلی ہے۔ یا نہیں۔ مادہ سے تمہیں کیا۔ کہ کب تھا اور کیسے تھا۔ اس مسئلہ کا حل نہ زراعت کو کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے۔ اور نہ تجارت یا صنعت و حرفت کو۔ پس ایسی لغو باتوں کی طرف توجہ کی کیا ضرورت ہے۔ اور نہ ان کو کوئی حل کر سکتا ہے۔ بھلا یہ تو کوئی حل کرے کہ دنیا محدود ہے یا غیر محدود؟ مادہ تو ہمارے سامنے نہیں۔ دنیا تو سامنے ہے۔ پہلے یہ تو طے کرے۔ کہ یہ دنیا محدود ہے یا غیر محدود۔ اگر محدود ہے۔ تو حد کہاں ہے؟ اور جب حد قائم ہو گئی۔ تو پھر اس حد کے متعلق سوال پیدا ہوگا۔ کہ وہ کیا ہے۔ اور محدود ہے یا غیر محدود یہ ہمارے سامنے کے سوالات ہیں۔ جو حل نہیں ہو سکتے۔ تو

مادہ کی بحثوں میں

وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا خوب فرمایا ہے۔ کہ کوئی احمق کبھی یہ نہیں کہتا۔ کہ میں اپنے بیٹے سے اس وقت تک محبت نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کا پیٹ چیر کر یہ نہ دیکھ لوں۔ کہ اس کا دل کہاں ہے اور جگر کہاں۔ اور گردے کہاں ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ سے محبت کرنے سے قبل کیوں اسے پھاڑ کر دیکھنا چاہتے ہو۔ اسکی شان و عظمت بالکل جداگانہ ہے۔ اور تمہاری یہ اہلیت اور قابلیت کہاں کہ اسے سمجھ سکو۔ جس طرح ایک بھینس غالب کے اشعار کو نہیں سمجھ سکتی۔ تم اس سے بھی کم اللہ تعالےٰ کے متعلق تفاصیل کو سمجھنے کے اہل ہو۔ تمہیں تو بس یہی سمجھنا چاہیئے۔ کہ خدا تعالےٰ کا تمہارے ساتھ کیا تعلق ہے وہ تم سے کس طرح خوش ہو سکتا ہے۔ اور کس طرح ناراض۔ بس اتنی ہی بات تمہارے کام کی ہے۔ باقی سب باتیں لغو ہیں۔ اور ان میں وقت ضائع کرنا بالکل بے فائدہ ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو توفیق دے۔ اور وہ ان باتوں سے بچے۔ تو ایسی مثال دنیا میں قائم کر سکتی ہے۔ جو

بے نظیر یادگار

ہو۔ مگر کون کہہ سکتا ہے۔ کہ جب جماعت ترقی کرے گی۔ تو آئندہ نسلیں اس طرف نہ لگ جائیں گی۔ کہ دنیا کب سے ہے۔ کہاں سے ہے۔ اور پیدا کس طرح ہوئی ہے۔ تم بحث تو وہ کس طرح پیدا ہوئی ہے۔ تمہیں یہ کیا فکر ہے۔ تم تو یہ فکر کرو۔ کہ خدا تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا ہے۔ تو زندگی سے اچھے فوائد حاصل کرو۔ ایسے لغو خیالات میں پڑنے والوں نے ہی پہلے مسلمانوں کو تباہ کیا ہے۔ اسلیئے ان کے خیالات سے بچو۔ صرف ان باتوں کی طرف توجہ کرو۔ جن کے نتیجہ میں روحانی یا مادی فوائد حاصل ہو سکیں۔ دین کے علاوہ تجارت زراعت اور صنعت و حرفت کی ترقی میں مدد مل سکے۔ ان باتوں کی طرف توجہ کرنے کی تو قرآن کریم بار بار ہدایت کرتا ہے۔ مگر لغو باتوں پر وقت ضائع کرنے سے روکتا ہے۔

پس ہماری جماعت خصوصاً نوجوانوں کو یہ نقطہ نگاہ مضبوطی سے پکڑ لینا چاہیئے۔ کہ ایسی لغو بحثوں سے بچنا ضروری ہے۔ میں نے دیکھا ہے۔ آریوں کی کسی مجلس میں بیٹھے ایسی باتیں سنیں۔ تو خود بھی اسی طرف لگ جاتے ہیں۔

وہ بھی پاگل اور یہ بھی پاگل

ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ وہ بھی خدا سے ویسے ہی دُور رہیں گے۔ جیسے آریہ وغیرہ ہیں۔ تم اسی رستہ پر چل کر کیا حاصل کر سکتے ہو۔ جس پر چلنے سے پہلے کوئی کچھ حاصل نہ کر سکا۔ پس ان باتوں سے بچو۔ بہترین طریق وہی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی صفات پر غور کرو۔ وہی تمہیں بتا سکتا ہے۔ کہ وہ کس طرح ناراض ہوتا ہے۔ اور کس طرح خوش۔ تمہاری اپنی کوششیں بے سود ہیں۔ اگر وہ تمہاری کوششوں سے تمہارے قابو میں آ جائے۔ تو وہ خدا نہیں تمہارا غلام ہے۔ پس یہی رستہ صحیح ہے۔ اسے مضبوطی سے پکڑ لو۔ لغو باتوں سے خود بھی بچو۔ اور

علم نما جہالت

سے دوسروں کو بھی دھوکہ میں نہ ڈالو۔ کیونکہ جو شخص کوئی بدعت جاری کرتا ہے۔ آئندہ جن لاکھوں کروڑوں کے دلوں میں اس سے بے اطمینانی پیدا ہوتی ہے۔ ان سب کا گناہ اسی کی گردن پر ہوتا ہے۔

چندہ کی رسید بکیں مرکز میں واپس آنی چاہئیں

عہدہ داران مال کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو رسید بک چندہ ان کے پاس ختم شدہ موجود ہو۔ اسکو مقامی آڈیٹر سے پڑتال کرا کے دفتر بیت المال میں واپس کر دیں۔ رسید بک کے اخیر میں نوٹ دیدیا جائے۔ کہ اس رسید بک کا رجسٹر روزنامچہ کے اندراجات سے مقابلہ کر لیا گیا ہے۔ اور یہ کہ جملہ اندراج درست ہیں۔ اس نوٹ پر آڈیٹر امیر یا پریذیڈنٹ جماعت دستخط کر دیں۔

جن دیہاتی جماعتوں میں آڈیٹر مقرر نہیں۔ وہاں انسپکٹر حلقہ سے اس تصدیق کے بعد رسید بکیں واپس کر دی جائیں۔ انسپکٹران بیت المال بھی اپنے دورہ کے ایام میں جماعتوں سے پرانی ختم شدہ رسید بکیں چیک کر کے اپنے روبرو بھجوا دیں۔

(ناظر بیت المال)

ثنائی مشن!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

(اور)

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ناکام دشمن امرتسری

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار
یہ فتوحات نمایاں یہ تواتر سے نشاں
کیا یہ ممکن ہیں بشر سے کیا یہ مکاروں کا کار
(مسیح موعودؑ)

برادران من! روزِ اول سے خدا تعالیٰ کا یہ قانون چلا آتا ہے۔ کہ اسکی طرف سے آنے والے ہمیشہ کامیابی و کامرانی کا منہ دیکھیں گے۔ نہ انبیائے سابقین علیہم السلام کے مقابل آنے والا ابلیس کامیاب ہوا۔ اور نہ اسکی ذریت۔

پھر یہ کس طرح ہو سکتا تھا۔ کہ سنت قدیمہ کے مطابق قدرت ذوالجلال اپنے مسیح موعودؑ کو بھیجے۔ اور اس کے دشمن کامیابی کا منہ دیکھ سکیں۔ ہر آنے والا دن سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ترقی اور کامیابی کا باعث بنا۔ اور اس کے معاندین کے لئے ذلت و رسوائی کا موجب۔

مشرق۔ مغرب۔ شمال اور جنوب نے تو ہر ممکن کوشش کی۔ کہ خدا تعالےٰ کا یہ برگزیدہ انسان نہ بڑھے۔ نہ پھولے۔ مگر آسمانی طاقتیں اس کے پشت پناہ تھیں۔ روز و شب ملائکۃ اللہ کا نزول ہوتا اور خدا کے بندوں کے قلوب میں اس کی الفت و محبت بٹھائی جاتی۔ اس علیم و خبیر ہستی نے جس کے قبضۂ قدرت میں آدم کے بیٹوں کے دل ہیں۔ مسیح موعودؑ کا چرچا ہر چہار اطراف میں کر دیا۔ اور وہ انسان جو گوشۂ گمنامی میں تھا۔ چند ہی سالوں میں اس کے فضل و کرم کے ماتحت شہرۂ آفاق ہو گیا۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کسی کتاب میں اپنے ابتدائی ایام کا یوں ذکر فرمایا ہے۔ کہ میں اکیلا انسان تھا۔ دنیا والے مجھ سے ناآشنا تھے۔ اور میں ان سے۔ حتیٰ کہ کوئی کتاب چھپوانی ہوتی۔ تو میں اسے اپنے ہاتھ سے لکھتا۔ اور اپنے سامنے ہی کاتب سے اسکی کتابت کراتا۔ اور خود لاہور۔ امرتسر میں جا کر پریس میں پروف دیکھتا۔ اور چھپواتا۔ اور اپنے ہاتھ سے تیار کر کے ڈاک کے ذریعہ مختلف لوگوں تک پہنچاتا"۔

اللہ اللہ کجا وہ زمانہ اور کجا یہ عظیم الشان دور۔ آج احمدیت پر سورج غروب نہیں ہوتا۔ ہزاروں ہیں۔ جو مسیح موعودؑ کے ساتھ دلی محبت رکھتے۔ اور حضور علیہ السلام کی خاطر اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کو تیار ہیں۔

دنیا والے پوچھتے ہیں۔ کہ بتاؤ مسیح موعود کی صداقت کا کیا نشان ہے؟ میں انہیں کہتا ہوں تم چھوڑ دو ان تمام آسمانی اور زمینی نشانات کو جو خدا تعالےٰ نے اپنے مامور و مرسل مسیح موعود علیہ السلام کی خاطر دکھائے۔ یہی ایک نشان اپنے مد نظر رکھو۔ کہ جس وقت خدا کا وہ برگزیدہ انسان کھڑا ہوا تھا۔ اس وقت تم نے اس کے ساتھ کیا کیا سلوک کیا؟ کیا تمہاری یہ خواہشیں نہ تھیں۔ کہ وہ آوازۂ حق جو اسکی طرف سے بلند ہوا۔ اسی ہی کے مکان کی چار دیواری تک محدود رہے۔ اور باہر نہ نکلنے پائے۔

اے حق کے دشمنو! کیا تمہاری خواہشیں بر آئیں۔ نہیں نہیں۔ واقعات اس امر کے زندہ گواہ ہیں۔ کہ تم ناکام ہوئے۔ اور جس کو تم نیچا دکھانا چاہتے تھے۔ وہ فتح و نصرت کا سہرا حاصل کر گیا۔

آہ! تم تو چاہتے تھے۔ کہ اسکی آواز دب جائے۔ اور باہر نکلنے نہ پائے۔ مگر للہ بتاؤ۔ کیا اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس ارادہ میں تمہیں کامیاب کیا؟ ہاں تمہیں یاد ہوگا۔ اس وقت جبکہ تم اس کو بدنام کرنے کی ٹھان چکے تھے۔ کیسے غیب کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ کہ انی مھین من اراد اھانتک۔ کہ اے میرے بندے جو شخص بھی تیری ذلت و رسوائی چاہے گا۔ ہم جو زمین و آسمان کے مالک ہیں۔ اسے ذلیل و خوار کریں گے۔

میں مولوی ثناء اللہ صاحب جیسے امرتسری معاند سے دریافت کرتا ہوں۔ کہ بتاؤ۔ تم نے مسیح موعودؑ کے مقابل اسے ناکام کرنے کے لئے کیا کم ہاتھ پاؤں مارے تھے۔ مگر انجام کیا ہوا؟ جھوٹ و افتراء تمہارا شیوہ تھا۔ اور اخبار "اہلحدیث" کے ذریعہ خدا کے مامور کے خلاف مغالطہ دہی تمہارا کام۔

حتیٰ کہ تم نے آدم کے مقابل میں آنے والے کی ڈیوٹی آج تک اپنے سپرد کی ہوئی ہے۔ مگر بتاؤ تو سہی۔ اس میں تم نے کامیابی کا کہاں تک منہ دیکھا ہے؟ مکذب انسان! حالاتِ زمانہ تجھے درس عبرت دے رہے ہیں۔ مگر تو ایسا ڈھیٹ ہے۔ کہ تیرے کان تک جوں نہیں رینگی۔

تیرے روحانی باپ بٹالوی نے اور تو نے اور تیرے دیگر ہمنواؤں نے خدا تعالےٰ کے مسیح موعودؑ پر کفر کے فتوے لگائے۔ اسے نعوذ باللہ۔ بے دین۔ مسلمانوں کا دشمن۔ اسلام کا غدار۔ مفتری اور کذاب قرار دیا۔ مگر آج بتا کہ کیا یہی سب کے سب سرٹیفکیٹ تجھے تیرے ہی مدح خانوں کی طرف سے نہیں مل رہے۔

دیکھ! میں تیری خاطر ذیل میں اخبار "الفقیہ" امرتسر سے ایک مضمون درج کرتا ہوں۔ جس کا ایک ایک لفظ خدا تعالےٰ کے مذکورہ بالا الہام کی تصدیق کر رہا ہے۔ اور تجھے بتا رہا ہے۔ کہ خدا کے ماموروں کی مخالفت اچھا نتیجہ پیدا نہیں کرتی۔ کاش تو اب بھی سمجھے۔

اخبار مذکور "زندہ شہید اور شیخ نجدی" کا عنوان دے کر لکھتا ہے:۔

"زندہ شہید امرتسری کی فتنہ خیز اور افتراق انگیز سرگرمیوں کے نتیجہ میں جو کچھ مسلمانانِ عالم کے بہترین مفاد کو نقصانِ عظیم پہنچا۔ اور پہنچ رہا ہے۔ وہ محتاجِ بیان نہیں۔ اس سے اب دنیائے عالم کا بچہ بچہ واقف ہو چکا ہے۔ ہر قومی تحریک کی ناکامی کے لئے کوشاں رہنا اسکی زندگی کا نصب العین۔ غیر مذاہب کی پالیسی اور تائید اس کا مذہب۔ اور مسلمانوں کو فروعی مسائل کی منافرت انگیز بحثوں میں الجھا کر انہیں اجتماعی مفاد کی حفاظت کے خیال سے غافل رکھنا اس کا طریق کار ہے۔

ابن علقمی جن فرائض منصبی کا حامل ہو کر منصۂ شہود پر آیا تھا۔ کم و بیش وہی فرائض استادِ..... نے اس شاگرد رشید کے سپرد کر رکھے ہیں۔ یعنی یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم بأس بعض کے جس عذاب سے ڈرتے رہنے کا حکم اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو دیا تھا۔ یہ فتنہ پرور اس خوفناک عذاب کا محرک ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اسکی جماعت کے اکابر علماء اسے ملحد۔ خارج از جماعت۔ موجب فتنۂ عظیم قرار دے چکے ہیں۔ یا بالفاظ دیگر وہ النفاق و الشقاق کا خطرناک پلندا ہے۔ جس کے اثرات سے قوم کو آگاہ رکھنا ہر مسلمان کا مقدس فرض ہے۔ تاکہ اہل اسلام جو ابھی تک غلط فہمی یا (حسن ظن) میں مبتلا ہوں۔ انہیں واقعات و حقائق کی روشنی میں صحیح معلومات حاصل کرنے کا موقع مل سکے۔

زندہ شہید کا یہ وطیرہ ہے۔ کہ جس شخص کے ساتھ کوئی ذاتی مخالفت ہو۔ اس سے بدلہ لینے کے لئے وہ اس اجتماعی تحریک کی مخالفت سے بھی باز نہیں رہتا۔ اس ناپاک غرض کے پیش نظر وہ ملت کے بہترین مفاد کو بالائے طاق رکھ کر مخالفین کا وہ ہمنوا بن جاتا ہے۔ جن کا آگے مفصل ذکر آئے گا۔ یہی وہ فتنہ انگیزی ہے۔ جس کا انسداد اسی کے ہم مذہب علماء نے کر کے اس پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا۔ مناسب تو یہ تھا۔ کہ یہ اپنی ناگفتہ بہ کردار سے تائب ہو جاتا۔ مگر یہ ہٹ دھرم کب کسی کی نصیحت ماننے والا ہے۔ اور ہر وقت اپنی دلآزار تحریروں سے اہلِ اسلام میں فتنہ برپا کر رکھا ہے۔ آج کی صحبت میں اسکی وہ شان دکھلانی مد نظر ہے۔ جو شیخ نجدی نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر انا خیر کا آوازہ کسا تھا۔ مگر فرق صرف اتنا ہے۔ کہ اس نے تو اپنی زبان سے کہا تھا۔ مگر یہ زندہ شہید اپنی توصیف کی تحریک کر کے اپنے ہمنواؤں سے لکھوا رہا ہے۔ اسکی کسی کتاب میں آوازۂ خلق کے مضمون میں خطابات پیش کئے گئے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ یہ شخص ان خطابات کا مستحق بھی ہے۔ یا کہ محض لغو ہے۔ اس سے پہلے بھی کسی موقع پر جب یہ شخص کلکتہ گیا۔ تو اس کے ہمراہ میر سیالکوٹی بھی تھے۔ جہاں ان کا قیام تھا۔ اسی دروازہ پر جلی قلم سے لکھوایا ؎

ثناء اللہ بود وردِ زبانم

یعنی اپنے ہمنواؤں کو تاکیداً لکھا اور زبانی کہا۔ کہ

خدا کے ذکر کو بھول جاؤ۔ اور میرا ورد ہر وقت زبان پر رکھو۔ تاکہ تمہاری تمام مشکلات حل ہو جائیں۔ اس پر میر صاحب برافروختہ بھی ہوئے۔ لیکن یہ کب ماننے والا تھا۔ اپنے استاد..... کا شاگرد رشید تھا۔ اب آوازۂ خلق میں کسی دل جلے چیلے نے اس کو مجدد وقت لکھا ہے۔ کیوں نہ ہو۔ مجدد وقت ایسے ہی ہوتے ہیں۔ واقعی تجدید دید کا علمبردار ہے۔ اسی بل بوتے پر تفسیر لکھی تھی۔ جس کی نسبت اسی کے گروہ کے عالموں نے اس پر کفر کے فتوے عائد کئے ہوئے ہیں۔ یہ مجدد صاحب آج تک اس فتویٰ کو اپنے سے ہٹا نہیں سکے۔ اگر ان فتووں کی سند دیکھنی ہو۔ تو اربعین غزنوی کا مطالعہ کرو۔ پھر مجدد کی ہستی اور علمی لیاقت معلوم ہو جائے گی۔ شیخ نجدی پر جب کفر عائد ہوا تھا۔ تو اس نے بھی علے الاعلان کہا تھا۔ کہ کیا ہوا اگر مجھ پر کفر و لعنت کا طوق نازل ہوا ہے۔ مگر دیکھنا کہ میں بھی ایسا نیا پہلو یا نیا دین اختیار کروں گا۔ جس کی ضرورت صرف یہ ہوگی۔ کہ تیرے نیک بندوں کو گمراہ کرنے کی سعی کروں گا۔ مگر اس کو کیا خوب جواب ملا۔ یعنی جو میرے نیک بندے ہوں گے۔ وہ تیرے قابو میں نہیں آئیں گے۔ اسی عادت کے مطابق شاگرد رشید کو بھی مجدد کا خطاب ملا۔ مگر خطاب سے پہلے ہی اس کو کفر کا سرٹیفکیٹ مل چکا ہوا ہے"۔ (الفقیہ امرتسر ۷ر فروری ۱۹۴۱ء)

اے امرتسری معاند! تو شیخی بکھیرتے ہوئے کہا کرتا ہے۔ کہ مرزا صاحب نعوذ باللہ ناکام ہو کر گئے ہیں۔ مگر میں تجھ سے پوچھتا ہوں۔ کہ بتا قرآن شریف میں کاذبوں کی کیا یہی علامت ہے؟ کہ وہ اپنے مقصدیں کامیاب ہوتے ہیں۔ اور ان کے مخالف ناکام۔

دشمنِ حق! سمجھ!! سمجھ!!! کہ کوچ کی نوبت قریب ہے۔ یقیناً تیرے جیسوں کے لئے الٰہی عذاب مقدر ہے۔ دیکھ! پہلوں کا کیا انجام ہوا؟ کہ تیرا ہوگا۔ ان شوخیوں اور شرارتوں سے باز آ۔ اور صدق دل سے خدا کے مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام پر ایمان لے آ۔ تا تو مقربین الٰہی میں شامل ہو کر نجات اخروی کو حاصل کر سکے۔ آمین۔

وما علینا الا البلاغ ۔ (خواجہ خورشید احمد صاحب مجاہد سیالکوٹی۔ دار البرکات قادیان)

ایک جوانمرگ مخلص احمدی کے حالات زندگی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم بابو عبد الرحمٰن صاحب امیر جماعت احمدیہ انبالہ شہر نے اپنے نوجوان پوتے کے حالات زندگی اشاعت فاروق کے لئے ارسال کئے ہیں۔ جو بغرض تحریک دعا بحق متوفی بالفاظ بابو صاحب درج ذیل ہیں :۔

نہایت رنج و غم کے ساتھ معروض خدمت ہوں۔ کہ بتاریخ ۹ر نومبر ۱۹۴۱ء میرا پیارا لائق پوتا میاں بشیر احمد بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی بارہ سال بیمار رہنے کے بعد اس جہان فانی سے ملک جاودانی کو رحلت کر کے ہم سب کو داغِ مفارقت دے گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون احباب جماعت دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مرحوم کی ایک بیوہ دو لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کا حافظ و ناصر ہو۔

مرحوم پابند نماز۔ صابر۔ شاکر نہایت ہی زیرک تھا۔ اور بڑے حوصلہ اور استقلال سے گیارہ سال بیماری کے گزارے۔ مرحوم جہاں ادویات کے استعمال میں بہت سرگرم تھا۔ وہاں دعاؤں کا بھی بہت ہی قائل تھا۔ کہا کرتا تھا۔ کہ میں دعاؤں کی برکت سے ہی اب تک زندہ ہوں۔ مرحوم نے دنیوی اور دینی علوم میں کمال حاصل کر لیا تھا۔ روزمرہ تلاوت قرآن شریف کے بعد اخبار الفضل اور دیگر سلسلہ کے رسائل اور کتب بارہ بجے دن تک زیر مطالعہ رکھتا دنیوی امور میں بڑا صائب الرائے اور دینی امور میں پرجوش مبلغ تھا۔ مرحوم چودہ سال تک سکول اور کالج میں تعلیم پاتا رہا۔ گیارہ سال تک مرض میں صاحب فراش رہا۔ گویا مرحوم کے غمزدہ باپ کی بتیس سالہ کمائی ۱۰ر نومبر کو سپرد خاک ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا کرے۔ مرحوم ۵ر اکتوبر ۱۹۰۷ء کو پیدا ہوا۔ چھ سات سال کے مابین مدرسہ میں پڑھنے کے لئے بٹھلایا۔ ۱۹۲۴ء میں میٹرک پاس کیا۔ ۱۹۲۸ء میں بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۹۳۰ء میں ایف۔ ای۔ ایل کا امتحان پاس کیا۔ اپریل ۱۹۳۰ء سے بخار شروع ہو گیا۔ ڈاکٹروں نے ٹائیفس بخار تشخیص کیا۔ ستمبر ۱۹۳۰ء میں قریب المرگ ہو گیا۔ وزن صرف ۴۲ سیر رہ گیا۔ پاخانہ ٹیسٹ کرانے کے واسطے لاہور بھیجا۔ وہاں سے بی کولائی بخار تشخیص ہوا۔ اور اس کے دس انجکشن وہاں سے منگائے۔ اور اللہ تعالے نے مجھے خواب میں دکھلایا۔ کہ شفا کلی ہو گئی۔ چنانچہ یہ انجکشن کے لگاتے لگاتے بالکل صحت ہو گئی۔ دسمبر ۱۹۳۰ء تک بخار نارمل ہو گیا۔ جنوری ۱۹۳۱ء میں پھر سے لگ گیا۔ اپریل ۱۹۳۱ء میں تبدیلی آب و ہوا کے لئے شملہ بھیج دیا۔ وہاں پانچ چھ ماہ رہنے کے بعد آیا۔ تو نہایت ہی مضبوط اور طاقتور ہو گیا۔ وزن ایک من اٹھارہ سیر ہو گیا۔ اکتوبر ۱۹۳۱ء میں پھر لاء کالج میں داخل ہو گیا۔ ۱۹۳۲ء میں وکالت کا آخری امتحان دیا۔ پاس ہو گیا۔ مگر پھر بخار شروع ہو گیا۔ آب و ہوا کی تبدیلی کے لئے کسولی بھیج دئے گئے۔ موسم سرما میں واپس آ گئے۔ مگر بخار سے کچھ افاقہ نہیں ہوا۔ پھر ۱۹۳۳ء میں تبدیلی آب و ہوا کے لئے شملہ پر گئے۔ اس دفعہ بہت کچھ افاقہ ہوا۔ وزن بڑھ گیا۔ بدن میں طاقت بھی آ گئی۔ سردی میں واپس آ کر ۱۹۳۴ء میں وکالت کی پریکٹس شروع کر دی۔ مگر پھر بخار آنے لگ گیا۔ ۱۹۳۵ء میں پھر کسولی پر موسم گزارا۔ ۳۶-۱۹۳۷ء میں میو ہسپتال لاہور اور سعالی سینیٹوریم میں زیر علاج رہے۔ ۳۸-۱۹۳۹ء میں گھر پر مقیم رہے۔ ۱۰ر اکتوبر ۱۹۴۱ء کو امرتسر جا کر سول ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ وہاں پر مکرم ڈاکٹر محمد یعقوب صاحب احمدی انچارج تھے۔ ڈاکٹر صاحب نے معہ دوسرے ڈاکٹروں کے بڑے غور سے اور خوض کے ساتھ معاینہ کیا۔ اور سب کی یہ رائے ہوئی کہ سینہ کا اپریشن کیا جاوے۔ مرحوم وہاں پر بخار میں افاقہ معلوم کرتا تھا۔ ایک دو دن ½۹۸ درجہ بخار رہا۔ بہت خوش ہوا۔ اور کہا۔ تین سال کے بعد آج ½۹۸ بخار رہا ہے۔ اور کہا۔ میرا دل اپریشن کو نہیں چاہتا۔ مگر چونکہ سب ڈاکٹروں کا اس امر پر متفقہ طور سے اتفاق ہو گیا ہے۔ کہ اپریشن ہونے سے اچھا ہو جائیگا۔ اسلئے میں رضامندی دے دوں گا۔ ڈاکٹر صاحبان مرحوم کو دوسرے سب مریضوں کی نسبت بہت بہتر حالت میں معلوم کرتے تھے۔ ادھر زمین پر یہ تجویزیں ہو رہی تھیں۔ ادھر آسمان پر طلبی کے حکم جاری ہو رہے تھے۔ ۱۹۳۱ء سے لے کر وفات تک مرحوم کا وزن ایک من دس سیر سے کم نہیں ہوا۔ بدن اور جسم بالکل بھرا ہوا تھا۔ ہڈیاں مطلق دکھائی نہیں دیتی تھیں۔ جیسا کہ اس مرض میں عموماً ہو جاتا ہے۔ ۹ر نومبر ۱۹۴۱ء کی رات کو ۹ بجے رات کے صرف ایک الٹی خون کی آئی۔ اور چار منٹ میں اپنے مولیٰ حقیقی کے پاس چل بسا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت نصیب کرے۔ اور ہم پسماندگان کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا کرے۔ آمین۔

مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی خدمت میں اکثر دعا کے لئے خطوط لکھتا رہتا۔ اور حضرت مفتی صاحب اور دیگر بزرگانِ سلسلہ کی خدمت میں بھی خطوط برائے دعا لکھتا اور جب حضرت اقدس یا مفتی صاحب کا جواب آتا۔ تو سینہ سے لگا لیتا تھا۔ اور کہتا۔ کہ ان کے جواب سے مجھے بڑا آرام محسوس ہوتا ہے۔ مرحوم کا چھوٹا بھائی نذیر احمد ڈائری فارم امرتسر میں ملازم ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کو بلایا۔ اور ایک علیحدہ کمرے میں مرحوم کی لاش رکھوا دی۔ برخوردار نذیر احمد نے ٹیلیفون پر وفات کی خبر دی۔ جو دو بجے رات کو پہنچی۔ اور فون پر ہی اسکو ہدایت کی گئی۔ کہ مرحوم کی لاش یہاں پر انبالہ شہر میں لے آوے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے بڑی ہمدردی فرمائی۔ غسل اور تجہیز و تکفین اور لاری وغیرہ کا بند و بست کرانے میں نذیر احمد کو بہت مدد دی۔ چنانچہ لاری مرحوم کی لاش لے کر ۱۰ر نومبر ۱۹۴۱ء بوقت ۷ بجے شام کے یہاں انبالہ شہر میں پہنچ گئی۔ حصار سے مرحوم کی ہمشیرہ ۸ بجے رات کے اور پھوپھی بارہ بجے رات کے پہنچی۔ اور مرحوم کو ½۱ بجے رات کے سپرد خاک کر دیا۔ اس طرح پر مرحوم ہمیشہ کے لئے اپنے عزیز و اقارب سے غائب ہو گیا۔ حضرت صاحب کی دعائیں اور دوسرے بزرگان کی دعائیں دنیا میں بھی کام آئیں۔ اور آئندہ بھی بطور ذخیرہ کام دیں گی انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں بارہ سال تک اللہ تعالے نے دعاؤں کی برکت سے مرحوم کو زندہ رکھا۔ کئی ماہ تک پریکٹس بھی کرائی۔ دوسرا لڑکا اور ایک لڑکی عطا کی۔ اور جسم ایسا رہا۔ جیسا کہ تندرست کا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے مرحوم کو کبھی تشویش نہ ہوئی۔ مرحوم کے غمزدہ باپ نے چودہ سال تک مرحوم کو پڑھایا۔ اور پھر گیارہ سال تک بڑے صبر اور استقلال کے ساتھ اپنی بساط سے بڑھ کر بے حد علاج معالجہ کیا۔ گویا مرحوم کے والد کی ۲۶ سال کی ساری کمائی مرحوم کے ساتھ چلی گئی۔ مرحوم کی شادی ۱۹۲۷ء میں ہوئی۔ ۱۹۳۰ء سے بیمار ہو گئے۔ مرحوم کی بیوی نے ۱۲ سال کے عرصہ میں رات دن بے حد مرحوم کی خدمت کی۔ جو نہایت قابل قدر ہے۔ اور مرحوم کو بھی اس سے بے حد محبت تھی۔ جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیان سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ اسکو اجرِ عظیم دے۔ اور صبر جمیل عطا کرے۔ اور اس کے بچوں کو دینی اور دنیوی ترقیات عطا کرے آمین۔ حال میں پانچ چھ سال کا عرصہ ہؤا۔ ہز ایکسیلنسی لیڈی لنلتھگو کے ایک اعلان پر مرحوم نے لیڈی صاحبہ موصوفہ کی خدمت میں اپنی بارہ سالہ بیماری کے مفصل حالات لکھ کر بھیجے تھے۔ جس پر بنظر ترحم وخسروانہ سو روپے کی رقم دو اقساط میں مرحوم کو موصول ہوئی۔ مرحوم کی وفات کے بعد ایک رقم دس روپے کی ارسال فرمائی۔ ایک چٹھی بھی برآمد ہوئی۔ جس میں لیڈی صاحبہ موصوفہ نے نہایت ہمدردی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا۔ کہ دس روپے ماہوار کی رقم گو قلیل ہے۔ چھ ماہ تک ماہ بماہ ادا کی جایا کرے گی۔ چونکہ مرحوم فوت ہو چکا تھا۔ اس لئے یہ رقم دس روپے کی بڑے ادب اور شکریہ اور دعا کے ساتھ واپس کی گئی۔

بہت سے رشتہ داروں اور احباب کے خطوط مرحوم کی تعزیت اور اظہار ہمدردی پسماندگان آئے۔ میں سب صاحبان کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں۔ کہ سب احباب برائے مہربانی دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دیوے۔ اور پسماندگان بالخصوص مرحوم کی بیوی اور والدین اور برادران اور ہمشیرہ کو صبر جمیل اور نعم البدل عطا کرے۔ آمین۔

مرحوم کے چچا زاد برادر رفیق احمدؐ بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی جو سرسہ میں ایکسائز سب انسپکٹر ہیں۔ مرحوم کی وفات حسرت آیات پر نہیں آسکے۔ چونکہ وہ تقریباً ہم عمر ہیں۔ مرحوم کی عمر ۳۲ سال کی اور رفیق احمد کی عمر ۲۹ سال کی ہے۔ اس لئے ہر دو کو ایک عرصہ تک مدارس اور کالج وغیرہ میں ساتھ رہنے کا موقعہ ملا۔ اور مرحوم کے اخلاق اور نیک عادات کا قریب سے مطالعہ کیا ہے۔ برخوردار رفیق احمدؐ کا تعزیت نامہ جو ۱۲/۱۱ کو انہوں نے سرسہ سے لکھا۔ اس کا اقتباس درج کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ "بھائی بشیر احمدؐ کی اچانک موت کی تار صبح ۴½ بجے موصول ہوئی تھی۔ جو صدمہ اور رنج ان کے انتقال سے ہؤا بیان سے باہر ہے۔ مرحوم بالکل شباب ہی میں اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے زمانہ تعلیم میں جو جو مشکلات طالب علم کے لئے ہوتی ہیں۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کے معاً بعد ہی آپ کو اس موذی مرض سے دوچار ہونا پڑا۔ جس میں کہ عزیز و اقارب دوست وغمگسار۔ ڈاکٹر اور اطباء بیکار ثابت ہوئے ہیں۔ المختصر یہ کہ مرحوم جتنی مدت اس دنیا فانی میں مہمان رہے۔ اس میں آرام و آسائش نام کو نہیں تھی۔ اس کے علاوہ وہ امیدیں اور آرزوئیں جو والدین کو ایک جوان بیٹے سے ہوتی ہیں۔ بالکل ہی پوری نہ ہو سکیں۔ مرحوم نہایت عقلمند۔ تیز فہم سلیم الطبع اور راست فطرت ہونے کے علاوہ بہترین موقعہ شناس اور صحیح الرائے تھے۔ یہی نہیں کہ آپ نے دنیاوی علوم میں کمال حاصل کیا تھا۔ بلکہ دینی معلومات میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے۔

احمدیت کے سچے خادم اور بزرگوں سے خلوص رکھنے والے انسان تھے۔ آپ کے انتقال پر ملال سے ایک وہ علمی۔ ادبی۔ دینی و دنیاوی۔ اقتصادی اور معاشرتی خلیج حائل ہو گئی ہے۔ جس کی عبور نہایت مشکل اور ناممکنات سے ہے۔ آپ ہمیشہ راست گو رہے۔ جھوٹ سے ہمیشہ اجتناب کرتے رہے ہیں۔ وہ ہر پہلو سے نہ صرف عزیز و اقارب بلکہ دوست و احباب کے لئے بھی نمونہ تھے۔ بہت ہی امیدیں ہونگی۔ جو مرحوم اپنے ہمراہ لے گئے۔ اور بہت سی حسرتیں ہوں گی۔ جو ان کے سینہ میں ہمیشہ کے لئے دبی رہیں گی۔

موت کیا ہے۔ یہ اپنے محبوب اور معبودِ حقیقی سے ملنے کا ایک ذریعہ ہے۔ یہ تکمیل حیات اور درستی اخلاق کا دوسرا نام ہے۔ اصل میں مرنے والا صرف ان دنیوی نگاہوں سے روپوش ہو جاتا ہے۔ ورنہ اس کا اخلاق اور اسکی زندگی پسماندگان کے لئے ایک نمونہ رہتی ہے۔ بالکل سچ ہے۔ اللہ تعالےٰ اپنے پاک بندوں کو جلدی ہی اپنے پاس بلا لیتا ہے۔ اور برعکس اس کے دوسروں کو موقعہ دیا جاتا ہے۔ کہ احمدیت کے لئے اعمال فراہم کرلیں۔ اور راہِ بد سے بچنے کی تلقین فرمائیں مجھے بھائی صاحب سے چند ایک باتیں کرنا تھیں افسوس ہے۔ کہ میں ان سے کوسوں دور تھا۔ موت میں کسی کا دوش نہیں۔ جو مشیت ایزدی ہوتی ہے۔ وہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے گناہوں کو بخش دے۔ اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ اور جنت نصیب کرے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

ابھی مرحوم طالب علم تھا۔ کالج میں پڑھتا تھا۔ کہ مرحوم نے اعلیٰ درجہ کی دینی و دنیوی معلومات حاصل کرلی تھیں۔ سلسلہ کے ساتھ بے حد محبت تھی۔ میں نے اپنے دل میں یہ امید باندھی ہوئی تھی۔ کہ میرے بعد بشیر احمد جماعت کی خدمت کرنے کا اہل ہوگا۔ اے بسا آرزو کہ خاک شدہ۔

خدا کو یہ منظور نہ تھا۔ اس کا مجھ کو بہت رنج و قلق ہے۔ علاوہ ازیں اس سال جماعت میں اموات کی وجہ سے بہت کمی اور نقصان ہؤا۔ دو میری نواسیاں صدیقن و کبریٰ ۱۴ و ۱۷ سال کی عمر میں فوت ہوئیں۔ ایک میری پوتی رفیقن بیگم ۲۵ سال کی عمر میں رحلت کر گئی ہے۔ بابو محمدؐ شریف صاحب کلرک دفتر ڈپٹی کمشنر صاحب انبالہ بعمر ۲۹ سال فوت ہوئے۔ حاجی میراں بخش صاحب جنہوں نے مسجد احمدیہ تعمیر کرائی۔ اور ان کی اہلیہ صاحبہ اسی سال میں بذریعہ قتل شہید ہوئے۔ حاجی میراں بخش صاحب مرحوم صحابی تھے۔ بڑے جوشیلے پرانے احمدی تھے۔ محمدؐ شریف مرحوم بڑا فرمانبردار مستعد احمدی تھا۔ باقی تینوں جوان لڑکیاں سلسلہ کی خادم تھیں۔ اور کئی دفعہ قادیان ہو آئی تھیں۔ صدیقن نے ایک لڑکا منظور احمدؐ پیچھے چھوڑا ہے۔ جو یتیم ہے۔ کیونکہ اس کا والد بابو عبد اللطیف سال گذشتہ میں فوت ہو گیا تھا۔ کبریٰ ابھی ناکتخدا تھی۔ رفیقن نے دو لڑکے منصور احمدؐ اور نصیر احمدؐ پیچھے چھوڑے۔ میری بھتیجی بشیرہ بیگم کا بھی گذشتہ سال انتقال ہؤا۔ اس نے بھی ایک لڑکا پیچھے چھوڑا۔ جس کا نام ناصر احمدؐ ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کا حافظ و ناصر ہو۔ اور مرحومین کو مغفرت کرے۔ اور جنت الفردوس میں مقام ہو۔ میرے لئے اور میری اہلیہ صاحبہ کے لئے انجام بخیر کی اور باقی سب پسماندگان کے لئے صبر و شکر اور ترقی دارین کے لئے دعا کریں۔ فقط۔ والسلام۔ خاکسار عبد الرحمٰن

امیر جماعت احمدیہ انبالہ شہر

سیاسیات

(۱) فاروق کے نامہ نگاروں سے (۲) پاکستان (۳) خالصتان

مؤخر الذکر دونوں نوٹ صرف عوام کی واقفیت کے لئے لکھے گئے ہیں۔

(۱) اخبار فاروق کا کم قیمت اور خطبہ پر مشتمل سلسلہ کے ضروری اعلانات سے مزین۔ اور تبلیغی رپورٹوں کی اشاعت کی وجہ سے کم استطاعت اصحاب اور دیہاتی بھائی زیادہ تر مطالعہ کرتے ہیں۔ اسلئے تمام وہ بھائی جو اسکی نگارش میں کسی نہ کسی رنگ میں حصہ لیتے ہیں۔ اپنے اپنے مضامین میں سلیس۔ سادہ اور عام فہم الفاظ استعمال فرمایا کریں۔ تاکہ معمولی لکھے پڑھے لوگ بھی آسانی سے مطالعہ فرما سکیں۔ امید ہے۔ کہ نامہ نگار صاحبان میری گذارش کو زیر نظر رکھتے ہوئے شاکر فرمائیں گے۔

(۲) آج کل ہمارے بھائی پاکستان کے متعلق مختلف قسم کی خبریں مطالعہ فرماتے ہوں گے۔ لہٰذا ان کی دلچسپی کے لئے مندرجہ ذیل سطور لکھی جاتی ہیں۔

کچھ سالوں کے وقفے کے بعد آپ لوگوں سے جو پرچیاں لی جاتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہؤا کرتا ہے۔ کہ آپ سب مل کر اپنا ایک نمائندہ چن لیں۔ تاکہ وہ آپ کے علاقے کی طرف سے آپ سب کی جگہ اکیلا ترجمانی کرے۔ جس مجلس کے لئے آپ اس کا چناؤ یعنی انتخاب کرتے ہیں۔ اسے مجلس قانون ساز یا اسمبلی کہتے ہیں۔ یہ مجلس جو قانون بھی پاس کر دے۔ پولیس۔ مجسٹریٹ اور جج وغیرہ اس کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ہمارے ملک ہندوستان میں کل بارہ ۱۲ صوبے ہیں۔ اور بارہ ہی مجالسِ قانون ساز ہیں۔ ہر ایک صوبے

احباب کے لئے نادر علمی تحفے

(۱) براہین احمدیہ ہر چہار حصہ } حضرت اقدسؑ کی یہ کتاب $\frac{20\times26}{8}$ سائز پر نہایت عمدہ کتابت اور طباعت کے ساتھ بڑے اہتمام سے شائع کی گئی ہے۔ مجلد عہ/ بے جلد ۸/

(۲) ایام الصلح اردو } حضرت اقدسؑ کی یہ کتاب مدت سے نایاب تھی۔ اب دوبارہ $\frac{20\times26}{8}$ سائز پر طبع کروائی گئی ہے قیمت فی ۱۲

(۳) کلام النبی } جسے نظارت تعلیم و تربیت نے زنانہ گرلز سکول کیلئے بطور نصاب مقرر فرمایا ہے سائز $\frac{20\times30}{16}$ قیمت ۸

(۴) روئداد جلسہ خلافت جوبلی } جلسہ خلافت جوبلی کی مکمل روئیداد تیار کرکے شائع کی گئی ہے۔ قیمت ۴/

نوٹ:۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام کتب کا سٹ جو پہلے پچاس روپیہ میں آتا تھا۔ اب صرف پچیس ۲۵ روپیہ میں طلب کریں۔

منیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں اسکی مجلس قانون ساز کے پاس کردہ قوانین پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ ہندوؤں کا منشار ہے۔ کہ گورنمنٹ ہندوستان کو ایسے طور پر آزاد کرے۔ کہ یہ گیارہ صوبے الگ الگ مستقل کام کرنے کی بجائے ایسے طور پر کام کریں۔ کہ تمام ہندوستان ایک ہو جائے۔ اور ان سب صوبوں کی اسمبلیوں پر ایک اور اسمبلی ہو۔ جو ان سب پر حاکم ہو۔ یا سارے ہندوستان کی ایک ہی مجلس ہو۔ مسلمان اس کے خلاف ہیں اس لئے کہ ہندوستان کی کل آبادی تبتیس ۳۲ کروڑ ہے۔ جس میں سے صرف نو ۹ کروڑ مسلمان ہیں۔ باقی تیئیس کروڑ دوسری اقوام ہیں۔ جن میں سے بہت سی قومیں تو بالکل اور واضح طور پر ہندو ہیں۔ اور باقی سکھ۔ میگھ اور بھیل وغیرہ بھی ہندو نما ہیں۔ بلکہ اعلانیہ اپنے آپ کو ہندو کہتے ہیں۔ اسلئے اگر ایسی اسمبلی بنائی جائے۔ جو سب صوبوں پر حاکم ہو۔ تو اس کے تبتیس ۳۲ ممبروں میں سے صرف نو ۹ مسلمان ہوں گے۔ اور باقی تیئیس ہندو ہوں گے۔ اور قاعدہ یہ ہے۔ کہ جب کوئی قانون بنایا جاتا ہے۔ تو اسے رائے سے فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اگر ایک طرف پندرہ ۱۵ ممبر ہوں۔ اور دوسری طرف سترہ ۱۷۔ تو سترہ ۱۷ والوں کا فیصلہ قانون بن جائے گا۔ لہذا مسلمان ڈرتے ہیں۔ کہ مرکزی اسمبلی کی صورت میں ہم پر ہندو حاکم اور بادشاہ بن جائیں گے۔ اور حقیقت بھی یہی ہے۔ کیونکہ جہاں جہاں ہندوؤں کی اکثریت ہے۔ یعنی جس جس صوبے میں بھی وہ زیادہ ہیں۔ انہوں نے مسلمانوں کو بہت ہی تنگ کیا ہوا ہے۔ لہذا مسلم لیگ کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے۔ کہ ہندوستان کے گیارہ صوبوں میں سے صرف پانچ میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ یعنی پنجاب سرحد۔ بنگال۔ اور سندھ میں بہتر ہے۔ کہ ان صوبوں کی مرکزی اسمبلی الگ ہو۔ اور باقی چھ ہندو صوبوں کی مرکزی اسمبلی الگ بنا دی جائے۔ اور مسلمانوں کے پانچ صوبوں کا نام پاکستان ہو۔ اور ہندو چھ صوبوں کا نام ہندوستان ہو۔ اس لئے ہندو اس کے (پاکستان) کے خلاف ہیں۔ نہ صرف خلاف ہی بلکہ اسے طرح طرح کے مغالطوں سے نہایت بھیانک اور بُری شکل میں ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ پاکستان کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے۔ کہ پنجاب وغیرہ کے ہندو یو۔پی وغیرہ میں چلے جائیں۔ اور وہاں کے مسلمان یہاں آجائیں۔ یہ بالکل بے معنی اور جھوٹا شور ہے۔ صرف مطلب یہ ہے کہ ہندو اگر مسلمانوں کو تنگ کریں۔ تو انہیں بھی

برابر کی چوٹ کا خطرہ ہو۔ ہندو یا کوئی دوسری پارٹی اپنے خیال کے مطابق بے شک تردید کر چکی ہے۔ مگر مفہوم بگاڑنا تو انصاف کا خون ہے۔

(۳) خالصتان۔ سکھ صاحبان کو پنجاب سے خاص لگاؤ ہے۔ کیونکہ یہ مذہب اسی سرزمین کی پیدائش ہے۔ ان کے تمام گورو صاحبان بھی پنجاب ہی کے باشندے تھے۔ ان کے مذہبی تیرتھ بھی یہیں ہیں۔ مگر وہ تعداد کے لحاظ سے صرف گیارہ فی صدی ہیں۔ مسلمان انہیں گیارہ کی بجائے چند ایک نشستیں زیادہ دینے کو تیار ہیں۔ مگر بنیوں کے کہے کہائے انہوں نے ایک ایسا شاخسانہ کھڑا کر دیا ہے۔ جو بالکل ہی انصاف اور عقل سے بعید ہے۔ مسلمانوں کے مطالبے کو کمزور ثابت کرنے کے لئے ہندو اخبارات سکھوں کے لئے خالصتان کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ یعنی پنجاب میں سکھوں کی حکومت ہو جائے۔ مسلمان تو اسلئے مطالبہ کرتے ہیں۔ کہ انہیں ان پانچ صوبوں میں اکثریت حاصل ہے۔ مگر یہ سکھا شاہی مطالبہ بالکل جاٹ اور کولھو والا معاملہ ہے۔ کہتے ہیں۔ کسی تیلی نے جاٹ سے کہا۔ جاٹ رے جاٹ تیرے سر پر کھاٹ۔ جاٹ نے تیلی کو جواب دیا۔ تیلی رے تیلی تیرے سر پر کولھو تیلی نے کہا۔ چودھری جی قافیہ نہیں بنا۔ کہنے لگا قافیہ بنے نہ بنے سارے بوجھ سے تو مر گیا۔ یہی حالت ہمارے خالصاؤں کی ہے۔ اکثریت ہو نہ ہو۔ دلیل ہو نہ ہو۔ پاکستان کا مقابلہ تو ہو گیا۔ اور مسلمان بھی جھگڑے میں پڑ جائیں گے۔ شاباش واہ گورو جی کے خالصو شاباش۔ خدا تمہاری عمر دراز کرے۔ اور انصاف سکھائے۔

ذبیح احمدی (آف بھڑ تھانوالہ)

نمائندگان شوریٰ کی خدمت میں ضروری اطلاع

صدر انجمن احمدیہ قادیان نے بروئے ریزولیوشن ۱۲۴۷ مورخہ ۱۹ فروری ۱۹۴۱ء فیصلہ کیا ہے۔ کہ سوائے ان نمائندگان کے جنہیں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ خصوصیت سے بلائیں۔ باقی ہر نمائندہ سے ایک ایک روپیہ مشاورت کی رپورٹ کے لئے لینا چاہیئے۔ لہذا ہر ایک نمائندہ سے ایک ایک روپیہ پیشگی لیا جایا کرے گا۔ جماعتیں اپنے نمائندگان کو مطلع کر دیں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری)

یو۔پی وسی۔پی میں تبلیغی وفد کے دورہ کا پروگرام

ناظر صاحب دعوۃ وتبلیغ اطلاع دیتے ہیں۔ کہ ہمارے مبلغین مولوی عبدالمالک خاں صاحب وگیانی عباد اللہ صاحب آج کل یو۔پی وسی۔پی کا دورہ کر رہے ہیں۔ جس کا پروگرام حسب ذیل ہے:۔

نام مقام	تاریخیں جن میں انشاء اللہ وفد پہنچیگا	نام مقام	تاریخیں جن میں انشاء اللہ وفد پہنچیگا
رائے پور سبزر	۳ تا ۵ امان ۱۳۲۰ہش ۳ تا ۵ مارچ ۱۹۴۱ء	سرسہ گنج	۲۳ تا ۲۵ شہادت ۱۳۲۰ہش ۲۳ تا ۲۵ اپریل ۱۹۴۱ء
بلاس پور	۱۳ امان ،، ۱۳ مارچ ،،	بریلی	۲۶ تا ۲۸ ،، ۲۶ تا ۲۸ ،،
کٹنی	۱۴ امان ،، ۱۴ ،،	شاہجہانپور کٹیا	۱۱ تا ۱۳ ہجرت ،، ۱۱ تا ۱۳ مئی
الہ آباد	۱۵ تا ۱۷ امان ،، ۱۵ تا ۱۷ ،،	رام پور	۱۶ تا ۱۷ ،، ،، ۱۶ تا ۱۷ مئی
بنارس	۲۹ تا ۳۱ ،، ،، ۲۹ تا ۳۱ ،،	مراد آباد و امروہہ	۱۸ تا ۱۹ ،، ،، ۱۸ تا ۱۹ ،،
فیض آباد	۱ تا ۳ شہادت ،، ۱ تا ۳ اپریل ،،	ڈیرہ دون	۲۸ تا ۳۰ ،، ،، ۲۸ تا ۳۰ ،،
گونڈہ بلرام پور	۵ تا ۷ ،، ،، ۵ تا ۷ ،، ،،	علی گڑھ	۳ تا ۵ احسان ،، ۳ تا ۵ جون
لکھنؤ	۸ تا ۱۰ ،، ،، ۸ تا ۱۰ ،، ،،	بلند شہر	۱۲ تا ۱۴ ،، ،، ۱۲ تا ۱۴ ،،
کانپور	۱۵ تا ۱۶ ،، ،، ۱۵ تا ۱۶ ،، ،،	میرٹھ	۱۵ تا ۱۷ ،، ،، ۱۵ تا ۱۷ ،،
اٹاوہ	۱۹ تا ۲۰ ،، ،، ۱۹ تا ۲۰ ،، ،،	مظفر نگر	۱۹ تا ۲۱ ،، ،، ۱۹ تا ۲۱ ،،
شکوہ آباد	۲۱ شہادت ،، ۲۱ اپریل ،،	سہارن پور	۲۲ تا ۲۴ ،، ،، ۲۲ تا ۲۴ ،،
مین پوری	۲۲ ،، ،، ۲۲ ،، ،،		

نوٹ:۔ کوشش کی جائے گی۔ کہ دورہ اسی پروگرام کے مطابق ہو۔ لیکن اگر کسی جگہ کے مقامی حالات کے ماتحت ضرورت پیش آئی۔ تو اس میں تبدیلی کی جا سکے گی۔ جس کی اطلاع وفد مرکز کو اور جماعتوں کو دیتا رہے گا۔ (ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

حب اٹھرا رجسٹرڈ

اسقاط حمل کا مجرب علاج ہے

جن کے حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ پیدا ہو کر فوت ہو جاتے ہیں۔ اکثر ان بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ سبز۔ نیلے دست۔ قے۔ ہچکی۔ درد پسلی یا نمونیہ ام الصبیان پرچھاواں یا سوکھا۔ بدن پر پھوڑے۔ پھنسی۔ چھالے۔ خون کے دھبے پڑنا۔ دیکھنے میں بچہ موٹا۔ تازہ خوبصورت معلوم ہونا۔ بیماری کے معمولی صدمہ سے جان دے دینا۔ اکثر لڑکیاں پیدا ہونا۔ لڑکیوں کا زندہ رہنا۔ لڑکے فوت ہو جانا اس مرض کو طبیب اٹھرا اور اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس موذی بیماری نے کروڑوں خاندان بے چراغ کر دیئے ہیں۔ جو ہمیشہ ننھے بچوں کے منہ دیکھنے کو ترستے رہے۔ اور اپنی قیمتی جائیدادیں غیروں کے سپرد کر کے ہمیشہ کے لئے بے اولادی کا داغ لے گئے۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز شاگرد حضرت قبلہ مولوی نورالدین صاحب رضؓ طبیب سرکار جموں وکشمیر نے آپ کے ارشاد سے ۱۹۱۰ء میں دوا خانہ ہذا قائم کیا۔ اور اٹھرا کا مجرب علاج حب اٹھرا رجسٹرڈ کا اشتہار دیا۔ تاکہ خلق خدا فائدہ حاصل کرے۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکدم منگوانے پر گیارہ روپے علاوہ محصولڈاک۔

حکیم نظام جان شاگرد حضرت خلیفہ اول رضؓ دواخانہ معین الصحت قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے پہلے اسلئے شائع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو دفتر کو اطلاع کردے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

ع ۵۷۱۷ منکہ مولا داد ولد ملکھ میرا قوم جٹ پیشہ زمینداره عمر ۸۰ سال تاریخ بیعت ۹۷-۱۸۹۶ء ساکن کھروہ ڈاکخانہ سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۳۹ ۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد جس قدر ہے۔ اس کی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری جائیداد مندرجہ ذیل ہے (۱) گیارہ سو روپے کی زمین میرے پاس گرو ہے۔

(۲) دو کوٹھڑیاں خام و لپسار میری ملکیت خاص ہے۔ پچانوے کنال زمین مزروعہ جس میں سے تیسرا حصہ میری مقبوضہ مملوکہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

العبد:۔ مولا داد سفید پوش بقلم خود۔ گواہ شد محمد یعقوب کاتب ننگل باغباناں متصل قادیان گواہ شد محمد اقبال ولد جلال الدین نواسہ موصی۔

ع ۵۷۴۵۔ منکہ حسن محمد خاں ولد فضل محمد خاں قوم پٹھان پیشہ ملازمت عمر ۲۰ بیس سال پیدائشی احمدی ساکن جالندھر ڈاک خانہ بستی شیخ درویش ضلع جالندھر بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۱۹ ہش ۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں اس وقت ساٹھ روپے ماہوار عارضی طور پر سپلائی ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہوں۔ اس رقم کے دسویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اپنی آمد کا دسواں حصہ تازیست ادا کرتا رہوں گا۔ اور میری وفات کے بعد اگر کوئی ملکیت ثابت ہو۔ تو اس کا بھی دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ اگر میری موجودہ آمدنی میں تغیر ہو۔ تو اسکی اطلاع مقبرہ بہشتی صدر انجمن احمدیہ قادیان میں کروں گا۔

العبد:۔ حسن محمد خاں دفتر سپلائی ڈیپارٹمنٹ کلکتہ۔ گواہ شد محمد رفیق سیکرٹری تبلیغ کلکتہ گواہ شد سید عبدالشکور۔

ع ۵۷۵۶۔ منکہ فضل بی بی زوجہ حسین خاں قوم جٹ ذات گوندل عمر ۵۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۷ء ساکن نصرت آباد اسٹیٹ سندھ ڈاکخانہ فضل بھمبرو ضلع تھر پارکر سندھ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲/ہش ۲۹ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت مبلغ یکصد روپیہ نقد ہے۔ لہذا میں اپنی جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور اگر میری کوئی اور آمد جس وقت ہو۔ اس کا ۱/۱۰ حصہ باقاعدہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کراتی رہوں گی۔ اور میری وفات کے بعد جو میری جائیداد ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ نشان انگوٹھا فضل بی بی موصیہ زوجہ حسین خاں۔ گواہ شد غلام محمد چک ۹۹ شمالی سرگودھا۔ گواہ شد غلام حسین ولد بوٹے خاں چک ۹۸ شمالی سرگودھا۔

ع ۵۷۸۳۔ منکہ پیر نصیر الدین ہاشمی ولد پیر بشیر احمد صاحب قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن گوٹیکی ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/ہش لہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ کیونکہ میرے والد صاحب خدا کے فضل سے زندہ ہیں۔ اس وقت میں ملٹری میں ملازم ہوں۔ میری تنخواہ اس وقت -/-/۱۸ روپے ہے۔ لہذا اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس نسبت سے جو ماہوار چندہ بنے وہ باقاعدہ ماہوار صدر انجمن احمدیہ قادیان کے خزانہ میں داخل کرتا رہوں گا۔ نیز بعد وفات جو بھی میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد پیر نصیر الدین احمد لیس نائک ع۱ سپلائی ٹریننگ بٹالین بی کمپنی پلاٹون ع۵ فیروز پور چھاؤنی۔ گواہ شد۔ جلال الدین امینی بقلم خود۔ گواہ شد تصدق حسین۔

ع ۵۷۸۵۔ منکہ سید محمود احمد ولد سید گل حسن صاحب مرحوم قوم سید پیشہ ملازمت عمر ۲۲ سال پیدائشی احمدی ساکن پنجوڑیاں ڈاکخانہ کھاریاں ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/ہش ۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت ذاتی کوئی جائیداد نہیں ہے۔ البتہ میرے والد صاحب مرحوم کا ایک مکان میرے گاؤں میں ہے۔ میرے تین بھائی اور تین ہمشیرہ ہیں۔ جو اس میں حصہ دار ہیں۔ لہذا میں اپنے حصے کا جو شریعت کی رو سے مجھے ملے۔ ۱/۱۰ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے حق میں بطور وصیت تحریر کرتا ہوں۔ میں اس وقت ملٹری میں ملازم ہوں۔ اور میری تنخواہ -/-/۱۸ روپے ماہوار ہے۔ میں اس کا بھی ۱/۱۰ حصہ بطور وصیت کے بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان تحریر کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ باقاعدہ ماہوار جو چندہ اس نسبت سے بنے۔ خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور میں داخل کراتا رہوں گا۔ اور تنخواہ کی کمی و بیشی کی صورت میں صدر انجمن احمدیہ کو اطلاع دوں گا۔ بوقت وفات جو جائیداد میری ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد۔ سید محمود احمد گجراتی۔ گواہ شد جلال الدین امینی۔ گواہ شد محمد امیر بقلم خود

ع ۵۷۸۷۔ منکہ فضل حسین ولد اسلام دین صاحب قوم سہارن پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت ۱/۱۹۳۲ ساکن سیدوالہ ضلع شیخوپورہ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/ہش لہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میں اس وقت ملٹری میں ملازم ہوں۔ اور میری تنخواہ -/۸/۳۸ روپے ماہوار ہے۔ لہذا میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس نسبت سے جو چندہ بنے وہ باقاعدہ صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں داخل کراتا رہوں گا۔ نیز بوقت وفات اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ کمی و بیشی کی صورت میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

العبد۔ فضل حسین سپاہی کلرک ع۱ سپلائی ٹریننگ بٹالین بی کمپنی پلاٹون ع۵ فیروزپور چھاؤنی۔ گواہ شد جلال الدین امینی بقلم خود گواہ شد پیر نصیر الدین صاحب۔

ع ۵۷۸۸۔ منکہ ابراہیم ولد چودھری شکر الدین صاحب قوم جٹ پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی ساکن مانگاہ ڈاکخانہ پھلورہ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/۱۳۲۰ ۳ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

اس وقت میری کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے میرے والد ماجد بزرگوار زندہ ہیں۔ میں اس وقت ملٹری میں ملازم ہوں۔ اور میری تنخواہ اس وقت -/۸/۳۸ روپے ہے لہذا میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور کرتا ہوں۔ اور اقرار کرتا ہوں۔ کہ اس حصہ کی رقم باقاعدہ ماہوار خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل کرتا رہوں گا۔ اور کمی و بیشی کی صورت میں صدر انجمن احمدیہ قادیان کو اطلاع دیتا رہوں گا۔ نیز بعد وفات اگر میری کوئی اور جائیداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد محمد ابراہیم بقلم خود سپاہی کلرک ع۱ سپلائی ٹریننگ بٹالین بی کمپنی پلاٹون ع۶ فیروز پور چھاؤنی۔ گواہ شد جلال الدین امینی بقلم خود۔ گواہ شد پیر نصیر الدین بقلم خود۔

ع ۵۸۰۱۔ منکہ نذیر احمد ولد چودھری قاسم خاں صاحب قوم راجپوت پیشہ ملازمت عمر ۲۶ سال پیدائشی احمدی سکنہ موضع شکار راجپوتاں ڈاکخانہ دھاروال ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱/ہش ۲۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری آمد مبلغ -/-/۲۸ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ میں اپنی ماہوار آمد کی کمی بیشی کی اطلاع صدر انجمن احمدیہ کو دیتا رہوں گا۔ فقط المرقوم

العبد:۔ حوالدار کوارٹر ماسٹر نذیر احمد خاں ڈی کمپنی ۱/۱۵ پنجاب رجمنٹ رام گڑھ کیمپ ضلع ہزاری باغ بہار۔ گواہ شد شیر ولی صوبیدار پلٹن ۱/۱۵ پنجاب رجمنٹ کیمپ رام گڑھ۔ گواہ شد لیس نائک محمد اشرف ڈی کمپنی ۱/۱۵ پنجاب رجمنٹ رام گڑھ کیمپ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہایت حسرتناک موت

۲۲ فروری کو بابو وشوا ناتھ صاحب پوسٹل کلرک ڈاکخانہ قادیان کی دھرم پتنی (اہلیہ صاحبہ) ۵½ بجے شام کی گاڑی سے آئی۔ بابو صاحب نے جو مکان کرایہ پر لیا تھا۔ اسی میں ان کو لیجایا گیا۔ قضاء الہیٰ نے اس جوانمرگ خاتون کو ایک دن کی بھی اس مکان میں رہنے کی مہلت نہ دی۔ وہ سیڑھیوں سے اوپر چڑھنے لگی۔ اوپر ایک مخارجہ تھا۔ جس میں ان کا پاؤں جا پڑا۔ اور فوراً نیچے فرش پختہ پر گر گئی۔ جس سے سر پر سخت چوٹ آئی۔ اور دو گھنٹے کے بعد وہ فوت ہو گئیں۔ جس کا ازحد افسوس ہے۔ مرنے والی ایک بچہ تین سال کا دوسرا تین ماہ کا چھوڑ گئی ہے۔ یہ سانحہ نہایت حسرتناک ہے۔ ہمیں بابو صاحب سے اس صدمہ میں دلی ہمدردی ہے۔ اور دعا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مرنے والی کے دونوں بچوں کا خود کفیل ہو۔ اور پسماندگان کو صبر دے۔ اور اس صدمہ کو ان کے دل سے جلد مٹا ڈالے۔ آمین۔

تفسیر کبیر کے خواہشمند احباب سے

حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ کی تحریر فرمودہ تفسیر کبیر جس کی ایک مدت سے احباب جماعت کو ضرورت تھی۔ الحمد للہ کہ وہ اب چھپکر ہی نہیں بلکہ جلد ہو کر دفتر میں موجود ہے۔ جن احباب نے رقم تو پیشگی ارسال کر دی ہوئی ہے لیکن کتاب بھیجنے کے لئے اپنے پتہ سے اور دیگر ہدایات سے اطلاع دفتر تحریک جدید میں نہیں دی۔ وہ اس سے بہت جلد مطلع فرمائیں۔ اور جن احباب نے صرف نام ہی لکھایا ہے۔ لیکن رقم ارسال نہیں کی۔ وہ رقم بھی ارسال فرماویں۔ اور ترسیل کتاب کے لئے ہدایات بھی ارسال فرماویں عموماً بذریعہ ریل ارسال کرنے میں اخراجات کم ہوتے ہیں۔ اسلئے اسے ملحوظ رکھ کر احباب مطلع فرمایا کریں۔ ایک کتاب کا وزن ۲ سیر پختہ ہے۔

جن دوستوں نے ابھی تک خریداری کی اطلاع بھی نہیں دی۔ ان کی خدمت میں بطور یاددہانی عرض ہے۔ کہ بہت جلد اپنی خریداری کی اطلاع سے دفتر ہذا کو مطلع فرماویں۔ تاکہ ان کے نام سے اس قدر تعداد میں آرڈر نوٹ کر لیا جاوے۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ کتاب کے ختم ہو جانے پر ان کو محروم رہنا پڑے۔ اب بہت تھوڑی تعداد قابل خرید باقی رہ گئی ۲۴۵ جلد ہے۔ جماعت کی وسعت اور تعداد کو ملحوظ رکھتے ہوئے تو وہ تعداد کچھ بھی نہیں۔ لہذا احباب کو جلدی کرنی چاہیئے۔ کہ موقعہ ہاتھ سے نہ جائے۔ جہاں خدا کے فضل سے احمدیہ جماعت زیادہ تعداد میں ہے۔ وہاں کے احباب

چیدہ خبریں

مردم شماری کے متعلق سرکاری اطلاعات

ہندوستان کی ساتویں مردم شماری بالکل نزدیک آگئی ہے۔ اور کئی صوبوں میں اعداد و شمار کی آخری پڑتال کا کام بھی شروع ہو گیا ہے۔ گذشتہ مردم شماری ۱۹۳۱ء میں ہوئی تھی جس کے مطابق ہندوستان اور برما کی آبادی ۳۵ کروڑ بیس لاکھ تھی۔ اب توقع کی جاتی ہے۔ کہ فقط ہندوستان کی آبادی چالیس کروڑ ہو جاویگی۔ کیونکہ اگر پچھلی مردم شماریوں کے ریکارڈ کو مدنظر رکھا جائے۔ تو گذشتہ دس سال کے عرصہ میں لازمی ہے۔ کہ ہندوستان کی آبادی میں ۱۳ فی صدی اضافہ ہو گیا ہوگا۔ پچھلی مردم شماریوں میں تقریباً دو لاکھ شمار کنندگان یہ کام سرانجام دیتے رہے ہیں۔ اس سال ڈیڑھ لاکھ شمار کنندگان لگائے جائینگے چار سو ستر ٹن کاغذ خرچ ہوگا۔ اخراجات کا کل اندازہ پچاس لاکھ روپیہ لگایا گیا ہے۔ پہلے ایک ہی مرتبہ سب جگہ مردم شماری ہوتی تھی۔ اب یہ طریقہ ترک کر دیا گیا ہے۔ لیکن مورخہ ۲۸ فروری اور یکم مارچ کو آخری گنتی ہوگی۔ مردم شماری کا کلیدی وقت یکم مارچ کو طلوع آفتاب رکھا گیا ہے۔ اس سے پہلے پیدا ہوئے بچے شمار کئے جاویں گے۔ اور مرنے والے اشخاص خارج۔ صوبائی سپرنٹنڈنٹ ۱۵ مارچ تک اپنی رپورٹیں مرکز کو بھیج دیگا۔ اور ۳۱ مارچ تک صحیح اعداد و شمار شائع کئے جاویں گے۔

— سنگاپور۔ ۱۹ فروری۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ ہزاروں آسٹریلین سپاہی سنگاپور پہنچ گئے ہیں۔ اور انہیں ملایا کے مختلف حصوں میں تعینات کر دیا گیا ہے۔

مشرق بعید کے برٹش جنرل ہیڈ کوارٹر سے اعلان کیا گیا ہے۔ کہ حال ہی میں مشرق بعید کی رائل ایر فورس میں گرانقدر اضافہ کیا گیا ہے۔ یہ ہوائی دستے اس وقت ملایا کے اہم فوجی مقامات پر مقیم ہیں۔ اور ہر قسم کے اسلحہ سے لیس ہیں۔

امریکن حلقوں کی رائے - نیویارک سے آمدہ ایک تار مظہر ہے۔ کہ سنگاپور میں آسٹریلین دستوں کے پہنچنے کی خبر کے نتیجہ کے طور پر مشرق بعید کی صورت حالات میں امریکن عوام کی دلچسپی بڑھ گئی ہے۔

سنگاپور پر حملہ کا خطرہ ''ہیرالڈ ٹریبیون کا نامہ نگار مقیم واشنگٹن لکھتا ہے۔ کہ ذمہ وار سیاسی حلقوں کی رائے ہے۔ کہ اگر فوراً سخت کارروائی نہ کی گئی۔ تو جاپان ایک مہینہ کے اندر اندر سنگاپور یا جزائر شرق الہند پر حملہ کر دیگا۔ نامہ نگار مزید لکھتا ہے۔ کہ امریکن بحری لیڈر برطانیہ کو جہاز دینے کے سوال پر متفق نہیں ہیں۔ جہاں تک سنگاپور کو جہاز بھیجنے کا تعلق ہے۔ امریکن بحری افسروں میں اس پر بھی اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔

جاپانی حلقوں کی خاموشی - ٹوکیو کا ایک تار مظہر ہے۔ کہ جاپان کے ایک سرکاری حلقوں نے اس خبر پر رائے زنی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ کہ ملایا کے ڈیفنس کو مضبوط بنانے کے لئے ہزارہا آسٹریلین سپاہی سنگاپور پہنچ گئے ہیں۔ اور انہیں سیام کی سرحد کے ساتھ ساتھ ملایا کے فوجی اہمیت کے مقامات پر تعینات کر دیا گیا ہے۔ ایک اعلیٰ جاپانی افسر نے صرف اتنا کہا۔ کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں۔ پہلے بھی برطانوی دستے سلطنت کے ایک حصہ سے دوسرے حصہ میں نقل و حرکت کرتے رہتے ہیں۔

جاپانی جہاز سیام میں - بنکاک کا ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ لیکن جاپانی تباہ کن جہاز دریائے مینام کے دہانہ میں آئے ہوئے ہیں۔ اور منگلوار تک یہاں ہی ٹھیریں گے۔ سیام گورنمنٹ کا بیان ہے۔ کہ سیام میں مقیم جاپانی سفیر نے ان جہازوں کے آنے سے پہلے باقاعدہ اجازت حاصل کر لی تھی۔ جو سیام گورنمنٹ نے دیدی۔ دریائے مینام کا دہانہ سیام کے صدر مقام بنکاک سے صرف ۱۶ میل کے فاصلہ پر ہے۔

برما بھی خطرے سے باہر نہیں

رنگون کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ایوان نمائندگان میں گورنر برما کے مشیر مسٹر ایچ۔ پی وائز ڈیفنس اسٹیمنٹ پر ایک بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ کوئی ملک چاہے وہ کہیں ہو۔ جارحانہ حملہ خطرہ سے نہیں بچ سکتا۔ برما کی ڈیفنس فورس میں نہایت تیز رفتاری سے توسیع کی جا رہی ہے۔

— لنڈن ۱۸ فروری۔ وشی سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ مارشل پیتان ابھی تک ثابت قدم ہے۔ اور اس بات پر اڑا ہے۔ کہ وہ فرانسیسی بحری بیڑا اور بحری طاس ہٹلر کے حوالہ نہیں کرے گا۔ اس سلسلہ میں دارلاں کی پیرس کو روانگی کو بڑی اہمیت دی جا رہی ہے۔

— لنڈن۔ ۱۸ فروری۔ ''ڈیلی ٹیلیگراف'' کا نامہ نگار مقیم واشنگٹن لکھتا ہے۔ کہ پریذیڈنٹ روزویلیٹ کی رائے ہے۔ کہ جنگ عام لوگوں کی توقعات کے خلاف بہت جلد ختم ہو جائیگی۔ وہ اس قدر آشا وادی ہیں۔ کہ ان کا خیال ہے۔ کہ جنگ چند مہینوں کے اندر اندر ختم ہو جائیگی۔ ان کی خواہش ہے۔ کہ امدادی بل جلد از جلد پاس ہو جائے۔

ہٹلر کیا کرنا چاہتا ہے

چڑھائی کے لئے سات تجویزیں

لنڈن۔ ۱۸ فروری۔ یارک شائر پوسٹ کے فوجی نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ ہٹلر کے سامنے اس وقت سات پروگرام ہیں۔

۱۔ بلغاریہ کے راستہ ٹرکی اور عراق پر چڑھائی کرنا۔ تاکہ اپنی فوجی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے تیل حاصل کر سکے۔

۲۔ سالونیکا کے راستہ نہر سویز کی طرف حملہ کرنا۔ یونان کو دھمکی دینے کے لئے رومانیہ اور بلغاریہ میں زبردست تیاریاں ہو رہی ہیں۔

۳۔ اٹلی پر قبضہ کرے۔ اور وسطائی بحیرہ روم کو بند کر دے۔ تاکہ سسلی کے طاس کو مضبوط بنا کر مارشل پیتان کو دھوکہ دے۔ تاکہ وہ ٹیونس کی بندرگاہیں دے سکے۔

۴۔ فرانس کے جنوبی ساحل کی طرف پیش قدمی۔

۵۔ ہسپانیہ میں سے فوج کشی کرنے کا ارادہ تاکہ آبنائے جبرالٹر کو بند کر دے۔ اور وادئی نیل کی افواج سے برطانیہ کی فوجوں کو ملنے نہ دے لیکن کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

۶۔ امریکہ کے سپلائی جہازوں کے خلاف آبدوزوں کی مہم۔ ۷۔ برطانیہ پر زبردست حملہ کی تیاریاں۔

اعلان

مختلف محلہ جات میں قابل فروخت مکانات اور قطعات زمین موجود ہیں۔ ضرورت مند احباب ہم سے خط و کتابت کریں۔

نیز جنرل سروس کمپنی تعمیر عمارات کا کام بھی کرا رہی ہے۔ خواہشمند احباب شرائط تعمیر منگوا کر فیصلہ فرماویں۔

(مینیجر جنرل سروس کمپنی قادیان)